الصناعة الرافدة

في شرح

القراءة الراشدة

دوم

ابومسعود قمر مئوی

Rs. 35/=

الصناعة الرافدة

ترجمہ

القراءۃ الراشدۃ ثانی

ناشر

ابو مسعود قمر

Rs: 35

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شَهَامَةُ اليَتِيمِ

یتیم کی شوکت

کیا تم اپنے سامنے ایک مسجد کی تصویر دیکھ رہے ہو؟ یہ مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد ہے، کیا تم اس مسجد کی خبر کچھ جانتے ہو؟ بیشک اس مسجد کی ایک تاریخ ہے جس پر ہر مسلمان لڑکا رشک کرتا ہے۔

جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو مکہ میں اللہ کی طرف بلایا اور لوگوں میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی آواز بلند کی تو قریش ناراض ہو گئے اور وہ بُت پرستی کرتے تھے۔ اور اس کعبہ میں جس کی تعمیر ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام نے اکیلے خدا کی عبادت کے لئے کی تھی، اس میں تین سو ساٹھ بت تھے، لہٰذا قوم قریش غصے سے بھڑک اٹھی، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تکلیفیں دیں اور مسلمانوں کو ستایا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صبر کیا اور پہاڑوں کے مانند ان کے سامنے ڈٹ گئے۔

لیکن قریش لوگوں کو اسلام سے روکتے تھے اور مسلمانوں اور اللہ کی عبادت کے درمیان حائل ہوتے تھے، اس لئے اللہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی اجازت دی، چنانچہ آپؐ مدینہ ہجرت کر گئے اور مسلمان ہجرت کر گئے اور مدینہ اسلام کے لئے ایک بہترین زمین تھا، اس کے باشندوں میں نرمی اور انکسار تھا۔ ان میں بہت سے ہجرت سے پہلے اسلام لا چکے تھے۔

اور جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ چلے گئے اور وہاں رہنے

لگے تو آپؐ نے ایک مسجد تعمیر کرنی چاہی، کیونکہ مسجد مسلمانوں کے لئے ضروری ہے اور وہ ایسا کھونٹا ہے جس کے آس پاس حیات اسلامی کی چکی پھرتی ہے اور نبیؐ ابو ایوب انصاریؓ کے مکان میں فروکش تھے اور ان کے مہمان تھے، اور ان کے مکان سے نزدیک ایک باڑہ تھا چنانچہ آپؐ نے ارادہ کیا کہ اسی جگہ مسجد تعمیر کریں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ باڑہ کس کا ہے؟

انصار میں سے ایک شخص نے کہا جس کا نام معاذ بن عفراء تھا، اللہ کے رسولؐ وہ دو یتیموں کا ہے۔ ایک کا نام سہل اور دوسرے کا نام سہیل ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سہل اور سہیل کو طلب کیا جو دونوں یتیم لڑکے تھے۔ اور جب دونوں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے باڑے اور اس کی قیمت کے بارے میں بات کی۔

سہل اور سہیل نے کہا کہ اے اللہ کے رسولؐ وہ اللہ کے لئے ہے، ہم اس کی قیمت نہیں لیں گے۔ آپ مسجد تعمیر کیجئے اور ہم اس سے خوش ہیں، لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا اور ان دونوں سے جگہ خریدی اور قیمت ادا کی۔

اور مسلمانوں نے مسجد تعمیر کی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے کام کر رہے تھے اور اینٹ ڈھو رہے تھے۔ پس مسلمانوں میں سے کسی نے کہا

اگر ہم بیٹھے رہ جائیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کام کریں۔
تو یہ ہمارا تباہ کن عمل ہوگا۔

اور مسلمان اس کی تعمیر کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے ؎

اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃ   فَارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃ

(اے اللہ آخرت کی حیات ہی حیات ہے   لہٰذا تو انصار اور مہاجرین پر رحم فرما)

اور اس مسجد میں امیر المومنین عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) اور ان کے بعد کے بادشاہوں نے اضافہ کیا، یہاں تک کہ تم اسے اس شکل میں دیکھ رہے ہو۔

حَلِّ لغات

شَہَامَۃ: رعب، عزت۔ غَضِبَتْ۔ واحد مؤنث غائب، باب سمع: ناراض ہوئے۔ اٰذَوْا۔ جمع مذکر غائب ماضی باب افعال: انھوں نے ایذا دیا۔ صَنَمٌ: بت۔ ج اَصْنَام۔ اِشْتَعَلَتْ۔ واحد مؤنث غائب۔ باب استفعال: بھڑک اٹھی۔ اَذِنَ۔ واحد مذکر غائب، ماضی۔ باب سمع: اجازت دیا۔ هِجْرَة۔ مصدر: چھوڑنا، ترک وطن کرنا۔ قطب: کھونٹا جس پر چکی پھرتی ہے۔ ج اقطاب۔ رَحًی، چکی۔ ج اَرحاء، اَرْحِیَة۔ مِرْبَدٌ: اونٹ وغیرہ کا باڑہ، یا کھجور سکھانے کا کھلیان۔ ج مَرَابِد۔ کَلَّمَ۔ واحد مذکر غائب ماضی۔ باب تفعیل: بات کیا۔ لَبِنٌ: کچی اینٹیں واحد لَبِنَةٌ۔ اَلْمُلُوْك: بادشاہ۔ واحد مَلِكٌ۔ تَرَوْنَ۔ جمع مذکر حاضر۔ باب فتح: تم لوگ دیکھتے ہو۔

كِسْرَةٌ مِنَ الْخُبْزِ

روٹی کا ایک ٹکڑا

ایکدفعہ میں نے روٹی کا ایک ٹکڑا لیا تاکہ اسے کھاؤں، اس نے کہا ٹھیرو! میرے آقا! بیشک تم بھوکے نہیں ہو، اور تم میری بہنوں کو کھا چکے ہو، کیا تم نہیں چاہتے ہو کہ میں تمہارے سامنے اپنا قصہ بیان کروں اس لئے کہ وہ اچھوتا اور لذیذ ہے۔ میں نے کہا، کیوں نہیں، میں تمہارا قصہ سننا چاہتا ہوں، لہٰذا میں تمہیں کھاؤں گا نہیں جب تک تم سے سن نہ لوں۔

اس نے کہا میرے سردار! کیا تم سوچتے ہو کہ میں ایسے ہی پیدا ہوئی ہوں کیا تم نے سنا ہے کہ روٹی کھیت میں اگتی ہے یا آسمان سے برستی ہے، تم آرام سے کھا لیتے ہو اور تمہارے پاس تمہاری روزی آرام سے آجاتی ہے اور لیکن میں تمہارے

لئے برابر مشقتیں برداشت کرتی ہوں اور ایک مصیبت سے دوسری مصیبت کیطرف آتی ہوں، اور ایک قید سے دوسرے قید کیطرف، یہاں تک کہ میں تمہارے ہاتھ پہونچی ہوں۔

میرا قصہ یہ ہے کہ میں اپنی سگی بہنوں کے ساتھ ایک بورے میں گیہوں کا ایک دانہ تھی، پھر ہمارے پاس ایک شخص آیا اور مجھے میری سہیلیوں کے ساتھ لیا اور ہمیں مٹی میں بو دیا۔

یہاں کھیت میں میں نے دنیا دیکھی اور مجھے دھوپ لگی اور میں بہت خوش تھی لیکن بارش ہوئی اور میں مٹی کے اندر داخل ہوئی اور کچھ دنوں مدفون رہی اور میرا جسم بڑھنے لگا اور میری جلد مجھ پر تنگ ہونے لگی یہاں تک کہ میری جلد پھٹ گئی اور اس سے بال جیسی جڑیں نکلیں پھر کچھ چھوٹی چھوٹی پتیاں نکلیں جس نے زمین کو پھاڑ دیا اور زمین کے اوپر نکل آئیں، پھر میرے سردار میں اپنے تنے پر کھڑی ایک بالی تھی۔

پھر دھوپ کی تپش میں ایک زرد بالی ہوئی اور میں اپنی سہیلیوں کو دیکھ رہی تھی اور ہم آپس میں باتیں کرتے اور خوشی سے جھومتے تھے اور یہ اچھے دن تھے۔

اور یہ زمانہ زیادہ دن نہیں رہا، اس لئے کہ کچھ لوگ ہنسیا لئے ہوئے آگئے اور انھوں نے فصل کاٹی اور ڈھو لے گئے اور میں کھلیان میں آئی اور چند روز رہی

اور وہ سب سے سخت زمانہ تھا اس لئے کہ کچھ بیل آئے اور ہمیں اپنے پاؤں سے روند ڈالے اور میں بالی سے الگ ہوئی اور میں پھینکی ہوئی پامال تھی، پھر کچھ لوگوں نے ہمیں لیا اور ہمیں ہوا میں اڑایا پس چھلکا اڑ گیا اور گیہوں رہ گیا۔

اور ان سب سے سخت یہ تھا کہ ایک شخص مجھے پتھر کی ایک گول چیز کی طرف لے گیا جس میں ایک چھید تھا اور میں اس میں بہت بری آواز اور گھڑگھڑاہٹ سنتی تھی اور اس نے مجھے اس میں ڈال دیا اور مجھے پیس ڈالا۔ میرے سردار کیا تم اس کا نام جانتے ہو؟ یہ وہی جانتا یا چکی تھی۔

اور جب میں آٹا ہوئی تو مجھے نانبائی نے لیا اور مجھے ایک لگن میں رکھا اور مجھے صاف پانی میں ڈال دیا اور مجھے دبایا یہاں تک کہ میں گوندھا ہوا آٹا ہوگئی پھر اس نے مجھے پڑا بنایا۔

یہیں آفت آئی کیونکہ اس نے مجھے ایک گرم لوہے پر پھیلا دیا جس کا نام تم توا رکھتے ہو۔ میرے سردار میری تکلیف اور جلن نہ پوچھو میں بل کھائی اور سکڑی لیکن نانبائی نے مجھ پر رحم نہیں کھایا اور میرے لئے نرم نہیں ہوا یہاں تک کہ میں نرم روٹی ہوگئی۔

میرے سردار یہ سب تمہارے لئے ہوا۔ میں تمہاری راحت کیلئے بدحال ہوتی رہی اور تمہاری لذت کیلئے پریشان ہوتی رہی اور ایک حالت سے دوسری حالت کیطرف جاتی رہی تاکہ تم خوش ہوکر کھاؤ اور آسودہ ہو جاؤ۔ تو کیا تمہارے لئے بہتر نہیں ہے کہ کہو۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ وَسَقَانِیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

(اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے کھلایا اور پلایا اور مجھے مسلمان بنایا)

حَلِّ لُغَات

كِسْرَةٌ : ٹکڑا، پارہ۔ ج كِسَرٌ و كِسْرَاتٌ۔ سَيِّدٌ : سردار، بڑا، صدر۔ ج سَادَات، سَادَة۔ رَغَدًا : آسودہ۔ شَقِيقَات : سگی بہنیں۔ واحد شَقِيقَةٌ۔ غِرَارَة : بوریا۔ ج غَرَائِرُ۔ جُذَيْرَاتٌ : باریک جڑیں۔ واحد جُذَيْرَة۔ تصغیر جذر۔ وُرَيْقَاتٌ : چھوٹی پتیاں۔ واحد وُرَيْقَة۔ تصغیر وَرَقٌ۔ سُنْبُلَةٌ : بالی۔ ج سَنَابِل۔ مَنَاجِل۔ واحد مِنْجَل : ہنسیا۔ اسم آلہ۔ نَحْتَزُّ۔ جمع متکلم۔ باب افتعال : ہم جھومتے ہیں۔ حَصَدُوْا۔ جمع مذکر غائب۔ باب ضرب : انھوں نے فصل کاٹی۔ بَيْدَرٌ : کھلیان۔ ج بَيَادِر۔ ثِيرَان : بیل۔ واحد ثَوْرٌ۔ طَرِيحٌ۔ فعیل بمعنی مفعول : پھینکا ہوا۔ دَاسَتْ۔ واحد مؤنث غائب۔

باب نصر : روندنا، غلہ گاہنا۔ ذَرَوْنَا۔ جمع متکلم باب نصر : ہمیں ہوا میں اڑایا۔ اُساایا۔ قِشْرٌ : چھلکا۔ ج قُشُورٌ۔ جَعْجَعَةٌ : چکی کی کل، گھڑگھڑاہٹ۔ طَحَنَ۔ واحد مذکر غائب۔ ماضی۔ باب فتح : اس نے پیسا۔ خَبَّازٌ : نانبائی۔ مِعْجَنَةٌ : آٹا گوندھنے کا برتن۔ اسم ظرف مؤنث۔ غَمَرَ۔ واحد مذکر غائب ماضی : ڈبویا۔ كَمَزَ : دبایا۔ عَجِينٌ۔ فعیل بمعنی مفعول : گوندھا ہوا آٹا۔ دَحَانِیْ۔ واحد مذکر غائب۔ نون وقایہ یا مفعول بہ : مجھ کو پھیلایا۔ اِلْتَوَيْتُ۔ واحد متکلم باب افتعال : میں اینٹھی۔ اِنْكَمَشْتُ۔ واحد متکلم باب انفعال : میں سکڑی۔ رِقَاقٌ۔ پتلی روٹی، چپاتی۔ واحد رَقِيقٌ۔ هَنِيئًا : خوش ہوکر، بلا مشقت۔

عِيَادَةُ الْمَرِيضِ

بیمار پرسی

حامد ہفتہ کے دن مدرسہ گیا، اور پایا کہ اس کا دوست حسین مدرسہ میں حاضر نہیں ہوا اور حسین کے بھائی علی سے وجہ دریافت کیا، اس نے کہا کہ اسے جمعرات کے دن سے بخار ہے۔ اس لئے حامد نے ارادہ کیا کہ مدرسہ سے واپسی میں اس کی عیادت کرے گا۔

حامد حسین کے مکان پر گیا اور سلام کیا اور اجازت طلب کی تو حسین کے والد نکلے حامد نے کہا، میں اپنے دوست حسین کی عیادت کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے علی نے بتایا ہے کہ وہ بیمار ہے۔ اس کے والد نے کہا۔ ہاں۔ اسے جمعرات کے دن بخار آگیا اور تم اس کی عیادت کرسکتے ہو۔

حامد چھت پر چڑھا اور حسین کے کمرے میں داخل ہوا تو حسین کو لیٹے ہوئے دیکھا اس نے اسے آہستہ سے سلام کیا اور اس سے نزدیک ہوا اور اس سے کہا، بھائی تمہارا حال کیسا ہے؟ اللہ تمہیں عافیت دے۔

حسین نے کہا مجھے جمعرات کے دن بخار ہوگیا ہے اور جمعہ کے روز تیز تھا اور رات میں ہلکا ہوگیا لیکن سر درد اور چکر کی شکایت ہے اور بہت کمزور ہوگیا ہوں، جیسے

بہت دنوں سے بیمار ہوں، اور کھانے کی خواہش نہیں رکھتا۔

حامد نے کہا کوئی بات نہیں انشاء اللہ گناہوں سے پاکی ہے۔ اور کیا کسی ڈاکٹر نے تمہیں دیکھا ہے۔

حسین نے کہا، ہاں کل ایک ڈاکٹر نے دیکھا ہے اور اس کے آنے کا وقت آ گیا ہے۔

اور حامد تھوڑا ہی بیٹھا تھا کہ ڈاکٹر حاضر ہو گیا اور حسین کا ہاتھ ٹٹولا (نبض دیکھی)، اور بخار ناپا اور اسٹیتھسکوپ سے سینہ کو جانچا اور خوشی ظاہر کی اور نسخہ تھوڑا تبدیل کر دیا اور کہا "الحمد للہ اچھے ہو جائیں گے اور اس کے والد کو تاکید کی کہ حسین کو ٹھنڈے پانی اور زیتون کے تیل اور ہوا میں نکلنے اور محنت سے بچائیں اور اسے دودھ اور بارلی واٹر اور پھلوں کا رس پلائیں۔

اور حامد تھوڑا بیٹھا اور اس نے کہا کہ بیمار پرس جب بیمار کے پاس دیر تک بیٹھتا ہے تو اس پر شاق ہوتا ہے اور اس کے اہل خانہ پر۔ لہٰذا میں اجازت لیتا ہوں اور واپس ہوتا ہوں، انشاء اللہ کل پھر آؤں گا۔

حَلّ لُغات

عِیَادَۃ۔ مصدر باب نصر: بیمار پرسی کرنا۔ مَحْمُومٌ: تپ زدہ اسم مفعول۔ خَمِیْس، پنجشنبہ، جمعرات۔ غُرْفَۃ: بالاخانہ۔ ج غُرُفَات۔ مُضْطَجِعًا: لیٹا ہوا۔ اسم فاعل۔ باب افتعال۔ دَنَا: نزدیک ہوا۔ باب نصر۔ عَافَا۔ واحد مذکر غائب۔ ماضی باب مفاعلت: عافیت دے، آرام دے۔ خَفَّتْ۔ واحد مؤنث غائب ماضی۔ باب تفعیل، ہلکا ہوا۔ صُدَاع، درد سر۔ دُوَار، چکر۔ طُهُورٌ۔ مصدر، پاک ہونا، پاکی۔ باب کرم۔ مَوْعِد۔ اسم ظرف: وقت۔ جَسَّ: ٹٹولا، نبض دیکھا۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ قَاسَ۔ واحد مذکر غائب ماضی۔ باب ضرب: اندازہ کیا۔ ناپا۔ حرارۃ: ٹمپریچر۔ مِسْمَع۔ اسم آلہ، سننے کا آلہ، اسٹیتھسکوپ۔ اَبْدَیٰ۔ باب

افعال سے۔ واحد مذکر غائب ماضی، ظاہر کیا۔ اِنْشِرَاح۔ مصدر باب انفعال، خوش ہونا، راحت پانا۔ وَصْفَۃ، نسخہ۔ مُتَعَافِیْ۔ اسم فاعل۔ باب سمع، شفایاب ہونے والا۔ یَحْمِیْ۔ واحد مذکر غائب، باب ضرب، بچائے، پرہیز کرائے۔ مَاءُ الشَّعِیْر آش جو، بارلی واٹر۔

الکیمیاءُ

-: کیمیا :-

لڑکے رات میں باتیں کر رہے تھے اور داستان سرائی کر رہے تھے۔ اور ان کی زیادہ تر باتیں کیمیا سے متعلق تھی۔ اور اسمٰعیل کہہ رہا تھا کہ میں نے سنا ہے کہ ایک بوڑھا مٹی کو سونے میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اور نکل اور پیسے کے سکوں کو سونے کی اشرفیاں اور گنیاں بنا دیتا ہے۔

اور محمود نے اس کی تصدیق کی اور کہا ہاں یہ ایک فن ہے، لوگ اسے جانتے تھے لیکن اس فن کے جانکار گذر گئے اور وہ بساط لپیٹ دی گئی۔

لڑکے بہت افسوس کئے اور اداس ہوئے اور کہا کہ اگر ہم کسی کو پاتے جو اس فن کو جانتا ہو تو اسے سیکھتے اور بغیر محنت و مشقت مالدار ہو جاتے۔

اور اس کے والد ان کی بات سن رہے تھے اور کہا کہ میرے بیٹو! افسوس نہ کرو کیونکہ میں کیمیا جانتا ہوں۔ اور تم میرے نزدیک سب سے پیارے ہو لہٰذا میں تمہیں کل سکھاؤں گا اور کیمیا کی صنعت بتاؤں گا۔

لڑکے بہت خوش ہوئے اور ایک نے دوسرے کو دیکھا اور ان پر دشوار ہوا کہ سویرے تک انتظار کریں اور وقت کو دراز سمجھا۔ لیکن ان کے والد نے کہا کیمیا سکھانا دن ہی میں ممکن ہے کیوں کہ وہ ایک نازک فن ہے۔

لڑکے سو گئے اور سویرے بیدار ہو گئے اور اسمٰعیل اور محمود خواب میں برابر کیمیا دیکھتے رہے اور ہاشم نے دیکھا کہ وہ ایک شاندار محل میں ایک قیمتی لباس میں

ہے اور اس نے محل بنالیا ہے اور اس مال سے جو کیمیا سے حاصل ہوا ہے لباس بنوالیا ہے۔

انھوں نے فجر کی نماز پڑھی اور اپنے والد کے آس پاس بیٹھ گئے اور ان کی قرآن کی تلاوت سے فراغت کا انتظار کرنے لگے۔ ان کے والد نے اپنا وظیفہ پورا کیا اور فرمایا میرے بیٹو! آؤ۔ اور وہ ان کے ساتھ نکلے اور انھیں کیمیا کے شوق نے ناشتے سے عجلت میں ڈال دیا۔

اور ان کے والد انھیں لیکر برابر ایک راہ کے بعد ایک راہ پر چلتے رہے یہاں تک کہ ان کے ساتھ ایک کھیت پر رک گئے جسے کسان جوت رہا تھا۔ اور اس کے ہاتھ میں ہل تھا تو والد نے کہا کہ میرے بیٹو! کیمیا، ہل کی پھال کے نیچے ہے۔

اس پر لڑکوں نے تعجب کیا اور اپنے والد سے وضاحت طلب کی، تو والد نے کہا۔ کیا میں نے تمہیں کہتے نہیں سنا کہ کیمیا، مٹی کو سونے میں تبدیل کر دیتی ہے، کیا یہ مٹی کچھ روز بعد سونے میں تبدیل نہیں ہو جائے گی، بلکہ سونے سے زیادہ بیش قیمت۔ اور سونا کس کام کا جب وہ چیز نہ ہو جسے لوگ کھائیں! تو انھیں بیجوں سے جب کسان نے بویا اور اس میں کچھ روز محنت کیا ہے ایک زبردست پیداوار ہوگی، اور اللہ اسے اس سے کئی گنا واپس کرے گا جو اس نے لگایا ہے۔

پھر ان کے والد ایک کارخانہ کے پاس ان کے ساتھ گذرے جس میں لوگ اپنے کاموں میں لگے ہوئے تھے اور پسینہ ان کی پیشانیوں سے بہہ رہا تھا اور انھوں نے ایسی بہت سی مفید چیزیں بنائی تھیں جو انھیں بہت سے مال کا فائدہ پہنچائے اور لوگوں کی بڑی ضروریات پوری کرے اور والد نے کہا۔ میرے بیٹو! کیمیا پیشانی کا پسینہ اور ہاتھوں کی محنت ہے۔ پھر ان کے ساتھ ایک استاذ کے حلقہ اور ایک واعظ کی مجلس کیطرف گئے اور فرمایا کہ میرے بیٹو! انسان وجود میں سب سے بیش قیمت چیز ہے اور اسے مہذب بنانا اور سدھارنا مٹی کو سونے میں تبدیل کرنے سے بہتر ہے۔

اور جب یہ لڑکے علم حاصل کرلیں گے اور جب یہ لوگ ہدایت یاب ہو جائینگے

تو استاذ اور واعظ کیلئے صدقۂ جاریہ ہو جائیں گے، اور اسے ہر اس عمل کا ثواب ملے گا جو یہ اچھائی اور نیکی کریں گے اسی لئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا۔

"یَا عَلِی! لَأَنْ یَهْتَدِیَ بِكَ رَجُلٌ خَیْرٌ لَكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ" اے علی تمہاری وجہ سے ایک شخص کا ہدایت پا جانا تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

تو سب لڑکوں نے قناعت کرلیا اور اپنے والد کا شکریہ ادا کیا اور کیمیا سیکھ کر واپس آئے۔

حَلِّ لغات

کِیْمِیَاء: معدنیات کو تبدیل کرنے کا فن، یَتَسَامَرُوْنَ۔ جمع مذکر غائب۔ باب تفاعل: آپس میں داستانیں بیان کرتے ہیں۔ نِیْكَل: رانگا۔ رَصَاص: سیسہ۔ جَنَیْهَات: گنیاں واحد جُنَیْهَةٌ۔ اِنْقَرَضَ۔ واحد مذکر غائب ماضی باب انفعال: پورا ہوگیا، گذر گیا۔ صِنَاعَةٌ: ہنر، فن۔ مَسْمَعٌ۔ اسم ظرف، سننے کی جگہ۔ اِسْتَطَالُوا۔ جمع مذکر غائب ماضی۔ باب استفعال، انھوں نے لمبا سمجھا، دراز سمجھا۔ شَامِخٌ: بلند۔ حِزْبٌ: وظیفہ ج اَحْزَابٌ۔ سِكَّةٌ، کوچہ، قطار، ہل۔ ج سِكَكٌ۔ مِحْرَاثٌ۔ اسم آلہ، کھیت جوتنے کا آلہ، ہل۔ اَغْلَیٰ۔ اسم تفضیل: زیادہ قیمتی۔ حَاصِلٌ، پیداوار۔ مَصْنَعٌ۔ اسم ظرف، صنعت گاہ، کارخانہ۔ عَرَقٌ، پسینہ۔ کَدٌّ۔ مصدر۔ باب نصر، محنت کرنا۔ تَثْقِیْفٌ: مہذب بنانا۔ مصدر باب تفعیل سے۔ نَعَمٌ، چوپایہ، اونٹ۔ ج انعام۔ اِقْتَنَعُوا۔ جمع مذکر غائب۔ باب افتعال، سب نے قناعت کرلیا، اطمینان کرلیا۔

یَوْمٌ صَائِفٌ

ایک گرم دن

لطیف! کتنی سخت گرمی ہے، لوگ اپنے مکانوں سے لو کے ڈر سے نکل نہیں رہے

ہیں، انھوں نے گھاس کی ٹٹیاں بنالی ہیں جن پر پانی چھڑکتے ہیں اور پنکھے جھلتے ہیں اور روشندان بند کردیتے ہیں تاکہ ان سے لُو اندر نہ آئے اس کے باوجود جیسے انگاروں پر چل پھر رہے ہیں اور حقیر جھونپڑوں اور چونے سے بنے مکانوں اور خام اینٹ سے بنے مکانوں کے لوگ گرمی میں چونے اور پختہ اینٹ سے تعمیر شدہ محل والوں سے زیادہ آرام سے رہتے ہیں، کیونکہ جب زمین اور دیواروں پر پانی کا چھینٹا دیتے ہیں اور لُو کا ایک جھونکا آتا ہے تو بادِ نسیم کے جھونکے میں تبدیل ہوجاتا ہے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ چمن اور آرام میں ہیں۔

درجۂ حرارت ایک سو اٹھارہ ڈگری بڑھ گیا اور لوگوں کا پیمانۂ صبر لبریز ہوگیا اور مالدار پہاڑوں کی چوٹیوں کیطرف سفر کرگئے جہاں وہ گرمی گذاریں گے اور مئی اور جون کا دو مہینہ گذاریں گے اور جب بارش ہوگی اور گرمی کم ہوجائے گی تو شہروں اور ترائیوں میں چلے آئیں گے۔

رہے درمیانی لوگ اور اہل کار تو وہ گرمی برداشت کریں گے اور لُو پر صبر کریں گے۔

اب لُو رکنے لگی اور آفتاب ڈھل گیا اور نکلنا پسندیدہ ہوگیا اور لوگ باغات اور میدانوں اور دریاؤں کے کنارے جارہے ہیں اور سیر کررہے ہیں چنانچہ تم مکان میں بوڑھے یا عورت یا معذور ہی کو پاؤ گے اور اس کو جسے کسی کام یا بیماری یا ضرورت نے روک لیا ہے اور کبھی لو رات تک برابر رہ جاتی ہے اس لئے لوگ آرام نہیں پاتے اور بستروں پر کروٹیں بدلتے رہتے ہیں اور کبھی ہوا بند ہوجاتی ہے اور پسینہ رواں ہوجاتا ہے اور پنکھے چلتے رہتے ہیں اور نیند اڑ جاتی ہے۔

حَلّ لغات

صَائِفٌ: گرم۔ مَا اَشَدَّ الْحَرَّ۔ فعل تعجب، گرمی کتنی سخت ہے۔ سَمُوْمٌ: لو۔ سُتُوْرٌ: پردے، ٹٹیاں۔ واحد سِتْر۔ حَشِيْشٌ: گھاس۔ مَرَاوِحُ: پنکھے۔

واحد، مِرْوَحَةٌ۔ نَوَافِذُ: کھڑکیاں۔ واحد نَافِذَة۔ جَمْرٌ: انگارہ، شعلہ۔ اَكْوَاخٌ: جھونپڑے۔ واحد كوخ۔ خُصُصٌ۔ واحد خُصٌّ: چونا۔ جُدْرَانٌ: دیواریں۔ واحد جِدَارٌ۔ هَبَّتْ۔ واحد مؤنث غائب ماضی: ہوا چلنا۔ جَنّٰتٌ: باغات واحد جَنَّةٌ۔ اِرْتَفَعَتْ۔ واحد مؤنث غائب۔ باب افتعال: بلند ہوئی، زیادہ ہوئی زائل ہوئی۔ نُقْطَةٌ: نقطہ، ڈگری، پوزیشن۔ ج نُقَاطٌ و نُقَطٌ۔ قُلَلٌ: پہاڑ کی چوٹیاں۔ واحد قُلَّةٌ۔ يَصْطَافُوْنَ۔ جمع مذکر غائب۔ باب افتعال سے، گرمی گذارتے ہیں۔ مُدُنٌ: شہر۔ واحد مَدِيْنَةٌ۔ سُهُوْلٌ: ترائیاں، پست زمین۔ واحد سَهْلٌ۔ رَكَدَتْ۔ واحد مؤنث غائب: ہوا بند ہوئی، ساکن ہوئی۔ هَرِمٌ: کھوسٹ بوڑھا۔

اَلنَّظَافَةُ
(صفائی)

طاہر ایک کسان کا بیٹا ہے۔ اس کے والد گاؤں میں رہتے ہیں، اور طاہر کو ہر مہینہ تھوڑا روپیہ بھیجتے ہیں۔

لیکن طاہر ایک دور اندیش عقلمند لڑکا ہے اس کے کپڑے خاکسارانہ ہیں، لیکن ہمیشہ ستھرے اور درست رہتے ہیں تم اس میں میل نہیں دیکھوگے، وہ انھیں ہر جمعہ کو اپنے ہاتھ سے دھوتا ہے اور اس کے پاس سوئی اور دھاگا ہے اور جب پھٹ جاتا ہے تو اسے سوئی سے سِل دیتا ہے اور اسے خود ہی پیوند لگاتا ہے۔

اور شرمندہ نہیں ہوتا جب پیوند لگے کپڑے میں نکلتا ہے، لیکن جب میلے کپڑے میں نکلتا ہے تو شرماتا ہے، اور اسے اس کے دوستوں نے میلے کپڑے میں کبھی نہیں دیکھا۔ اس لئے سمجھتے ہیں کہ وہ مالدار ہے۔ اس کے پاس بہت سے کپڑے ہیں حالانکہ وہ مالک نہیں ہے مگر چار جوڑے کپڑے کا۔

اور جب تم اس کے کمرے میں جاؤ گے تو اسے صاف ستھرا، سلیقہ کا

دیکھو گے اور ہر چیز اس کی جگہ پر دیکھو گے، لہٰذا وہ چیزیں تلاش کرنے اور انھیں ڈھونڈھنے میں اپنا وقت برباد نہیں کرتا اور جب اندھیرے میں اندر جاتا ہے تو یہ کرسکتا ہے کہ جو چاہے لے لے کیوں کہ وہ اپنی جگہ میں ہوتی ہے۔

اور اس کی کتابیں ہمیشہ ترتیب سے ہوتی ہیں اور وہ صاف ستھری ہوتی ہے، تم ان پر غبار اور دھول نہیں دیکھو گے اور نہ اس میں تیل کا دھبہ اور ہاتھ کا نشان اور نہ کوئی نوشتہ اور نہ مشق۔ جیسے کہ انھیں آج ہی خریدا ہو، اور وہ اپنا نام نہیں لکھتا مگر ایک جگہ عمدہ خط میں۔

اور جب طاہر سویرے اٹھتا ہے تو فجر کی نماز کے لئے وضو اور مسواک کرتا ہے اور اپنے دانت صاف کرتا ہے۔

اور طاہر گرمی میں روزانہ غسل کرتا ہے اور جاڑے میں ہفتے میں ایک بار سے زیادہ اسی لئے تم دیکھتے ہو کہ وہ بیمار کم ہوتا ہے اور وہ توانا پھرتیلا ہے۔

اور طاہر کے کلاس میں ایک مالدار لڑکا ہے جس کا نام شاہد ہے اور وہ صفائی اور سلیقے میں طاہر کے برخلاف ہے چنانچہ اس کے کپڑے قیمتی خوبصورت ہیں لیکن عموماً میلے کچیلے۔ وہ اپنا لباس جلد نہیں بدلتا لیکن اسے میلا جلد کرتا ہے

اور ایسے ہی اس کی کتابیں بھی ہمیشہ ان کی جلد پھٹی ہوئی اور ان کا ورق پھٹا ہوا گویا کسی بچے نے ان سے کھیل کیا ہو یا ان پر کسان کا ہل چلا ہو یا اسے کسی سواری نے روندا ہو۔

اور اس کی کتابیں اور اس کی کاپیاں کوئی نمائش گاہ یا میوزیم۔ ان میں تم تماشا اور صورتیں، دستخط اور مشقیں دیکھو گے اور ریاضی شکلیں اور جغرافیائی نقشے

اور اگر تم شاہد سے کہو کہ صفائی اور ترتیب کا لحاظ کیوں نہیں رکھتے تو کہتا ہے کہ اس میں بہت سا وقت برباد ہو جاتا ہے، اور وقت قیمتی چیز ہے۔

تم اسے دیکھو گے کہ چیزوں کے ڈھونڈھنے اور جلد کپڑے تبدیل کرنے میں لمبا وقت برباد کرتا ہے اور اسے سمجھتا نہیں۔

حلّ لغات

مُدَبِّر - اسم فاعل - باب تفعیل: دور اندیش، انتظام کار۔ مُتَوَاضِعَۃٌ - اسم فاعل مؤنث باب تفعیل: پست، کم قیمت - اِبْرَۃ: سوئی - تَخَرَّقَ - واحد مذکر غائب۔ ماضی۔ باب تفعل، پھٹ گیا۔ رَقَعَ - واحد مذکر غائب۔ ماضی۔ باب فتح: پیوند لگایا۔ مَرْقُوعٌ - اسم مفعول: پیوند لگا ہوا۔ بِدَلَاتٌ: جوڑے - واحد بِدْلَۃٌ۔ تَفَقَّدَ - واحد مذکر غائب ماضی۔ باب تفعل: اس نے تلاش کیا۔ دُهْنٌ: تیل۔ مِسْحَۃ: چھونے کا نشان۔ دَفَاتِر: کاپیاں، رجسٹر، نوٹ بک۔ واحد دَفْتَر۔ مَعْرَض - اسم ظرف: پیش کرنے کی جگہ، نمائش گاہ۔ مَتْحَفَۃٌ - عجائب خانہ میوزیم۔ ج مَتَاحِف۔ تَوْقِیعَات: دستخط، طغرے۔ خرائط: نقشے۔ واحد خریطۃ۔

اَلْحَنِیْنُ اِلَی الشَّہَادَۃِ (۱)

(شوقِ شہادت)

جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بدر کی طرف نکلنے کا ارادہ کیا تاکہ مشرکوں سے لڑائی کریں، اور ایک لڑکا نکلا جس کا نام عمیر بن ابو وقاص تھا جس کی عمر سولہ سال تھی۔

عمیر ڈر رہا تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسے قبول نہیں فرمائیں گے کیوں کہ وہ چھوٹا ہے لہٰذا کوشش کر رہا تھا کہ اسے کوئی دیکھ نہ پائے اور وہ چھپا پھر رہا تھا۔

لیکن اسے اس کے بڑے بھائی سعد بن ابو وقاصؓ نے دیکھ لیا اور اس سے کہا، کیا بات ہے بھائی؟ کس لئے چھپ رہے ہو؟

عمیر نے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم واپس کر دیں گے کیونکہ میں چھوٹا ہوں اور میں نکلنا چاہتا ہوں، شاید اللہ تعالےٰ مجھے شہادت دیدے۔

اور ہوا جیسا کہ عمیر ڈر رہا تھا۔ کیوں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا کہ کمسن ہے اور لڑائی بچوں اور لڑکوں کا کام نہیں، اور وہ لڑائی میں کیا کریگا

وہ تو بڑوں کے لئے دشوار ہے۔

لیکن عمیر نے واپس ہونا پسند نہیں کیا اور مکان میں بیٹھ رہنا یا اپنے ہمجولیوں اور اپنے دوستوں کے ساتھ مدینہ میں کھیلنا، بیشک وہ اللہ کی راہ میں شہادت چاہتا تھا۔

لیکن عمیر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہیں کر سکتا تھا نہ مخالفت کر سکتا تھا، کیوں کہ وہ صرف اللہ کی رضا چاہتا تھا اور کیا وہ اللہ کی رضا حاصل کر لیتا جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا، کبھی نہیں۔

عمیر حیرت اور سخت ملال میں تھا وہ لڑائی کی عمر کو نہیں پہنچا تھا لیکن شہادت کی تڑپ رکھتا تھا اور اللہ کی راہ میں موت کی اور جنت کا اشتیاق رکھتا تھا اور اسے نزدیک دیکھ رہا تھا لیکن اس تک کیسے پہنچتا حالانکہ وہ لڑائی کی عمر کو نہیں پہنچا۔

یہ سب عمیر پر بھاری تھا اور دل چھوٹا تھا اور وہ رونے لگا، اور جب عمیر رویا تو اس کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دل نرم ہو گیا، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نرم دل شفیق تھے، لہٰذا آپؐ نے اسے اجازت دیدی۔

عمیر کی خوشی اور سرور کو نہ پوچھو، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے اجازت دیدی۔ گویا اس نے جنت کا ٹکٹ پالیا۔

اور عمیر اپنے بھائی اور مسلمانوں کے ساتھ نکلے اور سبھی بڑے اور طاقتور تھے، اور وہی ہوا جو اس نے چاہا۔ وہ غزوہ میں شہید ہوئے اور بہت سے جوانوں اور بوڑھوں سے سبقت کر گئے۔

اللہ عمیر سے خوش ہو اور اسے خوش رکھے۔

حَلّ لغاتُ

حَنِیْن - مصدر : اشتیاق، تڑپ۔ یتوآدیٰ - واحد مذکر غائب باب تفاعل : وہ چھپ رہا ہے۔ غِلْمَان : لڑکے۔ اس کا واحد غلام۔ اَتْرَاب : ہم عمر، ہم سن۔ واحد تِرْبٌ۔

لَا یَعْصِیْ - واحد مذکر غائب، نہیں نافرمانی کرتا ہے، کریگا۔ لَا یُخَالِفُ - واحد مذکر غائب مضارع منفی۔ باب مفاعلت : مخالفت نہیں کرتا ہے، دشمنی نہیں کرتا ہے۔ ثَقُلَ - واحد مذکر غائب باب کرم، بھاری ہوا، دشوار ہوا۔ اَجَازَ - واحد مذکر غائب۔ باب افعال : اجازت دیا۔ رَضِیَ - باب سمع سے، خوش ہوا۔ اَرْضٰی - واحد مذکر غائب۔ باب افعال، خوش کرے، خوش کیا۔

اَلْحَنِیْنُ اِلَی الشَّہَادَۃِ (۲)

(شہادت کا شوق)

جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قریش سے قتال کیلئے احد کی طرف نکلے تو آپ کے ساتھ مدینے کے بہت سے لڑکے نکلے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چاہتے تھے اور وہ چھوٹے تھے۔ اپنی عمر کے پندرہ سال سے نہیں بڑھے تھے اس لئے رسول اللہ صلے اللہ نے انھیں واپس کر دیا کیوں کہ وہ چھوٹے تھے لڑائی کی عمر کو نہیں پہنچے تھے اس لئے وہ اسباب و سامان بیسے ہوتے اور بڑوں کو مشغول رکھتے جو ان کی پاسبانی اور حفاظت کرتے۔

اور ان لڑکوں میں ایک لڑکا تھا جس کا نام رافع بن خدیج تھا جو پندرہ سال سے کم کا تھا اور انتہائی شوق میں اچک کر چل رہا تھا تاکہ لوگ سمجھیں کہ وہ بڑا ہے۔ لڑائی کی عمر کو جا پہنچا ہے اور اس کی کم سنی اور کمزوری کا اندازہ نہ کیا جا سکے۔

لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس کر دیا کیوں کہ آپ نے پہچان لیا کہ وہ چھوٹا ہے اور اچک رہا ہے پس اس کے والد نے اس کی سفارش کی اور کہا کہ اے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم بیشک میرا بیٹا رافع تیر انداز ہے لہٰذا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے اجازت دیدی۔

اور رافع بہت خوش ہوا جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے اجازت دے دی، اور مجاہدوں کے ساتھ نکلا اور وہ ان لڑکوں سے زیادہ خوش تھا جو عیدگاہ کی طرف عید کے روز نئے لباس میں نکلتے ہیں۔

اور ایک دوسرا لڑکا تھا جس کا نام سمرہ بن جندب تھا جو رافع کا ہم سن تھا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے رافع کے بعد پیش کیا گیا اور آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی اس کی کم سنی کی وجہ سے واپس کر دیا۔ سمرہ نے کہا۔ آپ نے رافع کو اجازت دے دی اور مجھے واپس کر دیا حالانکہ اگر میں اس سے کشتی لڑوں تو اسے کشتی مار دوں گا۔

چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سمرہ اور رافع کو کشتی لڑنے کا حکم دیا اور سمرہ نے رافع کو پچھاڑ دیا جیسا کہ اس نے کہا تھا اور اس قابل ہو گیا کہ اسے مجاہدین کی صف میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے۔

لہٰذا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سمرہ کو نکلنے کی اجازت دے دی اور سمرہ نکلا اور احد کے دن اللہ کی راہ میں لڑا۔

اللہ رافع اور سمرہ سے خوش ہو اور ہمیں ان کی پیروی کی توفیق دے۔

حَلّ لغات

اَلْمَتَاعُ۔ سامان، اثاثہ۔ جمع اَمْتِعَۃٌ۔ یَبْرُقُوْنَ۔ جمع مذکر غائب۔ باب سماعت، اسباب کریگے۔ یکھ بھال کریں گے۔ یَتَطَاوَلُ۔ واحد مذکر غائب۔ باب تفاعل، بلند ہوتا۔ اچک کر چلنا۔ رَامٍ۔ اسم فاعل۔ باب ضرب، تیر انداز۔ صَارَعْتُ۔ واحد متکلم باب مفاعلت، میں نے کشتی لڑی۔ صَرَعْتُ۔ واحد متکلم باب فتح، میں نے پچھاڑ دیا۔ یَسْمَحُ۔ واحد مذکر غائب باب فتح، اجازت دیتا ہے، سخاوت کرتا ہے۔

---

(۱) کُنْ اَحَدَ السَّبْعَۃِ
(سات میں سے ایک بنو)

۱۸ جون کا پندرہواں سخت گرم دن تھا اور تعطیل کا دن تھا اور محمود اور احمد اور عثمان مکان میں تھے۔ اور وہ دن کے دو بجے اپنے والد کے ساتھ تھے اور گرمی سے اُف

اُف کر رہے تھے اور بستر پر کروٹیں بدل رہے تھے جیسے انگاروں پر ہوں۔

محمود نے کہا۔ اے ابا جان! کیا ہی سخت گرمی ہے۔

ان کے والد سلیمان نے کہا، محمود جانتے ہو زمین سے آفتاب کتنی دور رہتا ہے۔

محمود: نہیں، میرے والد: لیکن یہ جانتا ہوں کہ وہ بہت دور ہے۔

سلیمان: تم مدرسہ میں پڑھو گے کہ آفتاب زمین سے نوے ملین میل سے زیادہ دور رہتا ہے اور گرمی ایسی ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ تو کیا حال ہوگا جب آفتاب نزدیک ہو جائے گا، یہاں تک کہ ایک میل کے برابر رہے گا۔

محمود: اللہ کی پناہ۔ والد! یہ کب ہوگا؟

سلیمان: بیٹے! یہ قیامت کے روز ہوگا جس روز لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

احمد۔ والد! اس دن لوگ کیسے رہیں گے۔

سلیمان۔ لوگ اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں ہوں گے کوئی اپنے ٹخنوں تک ہوگا اور کوئی اپنے گھٹنوں تک اور کوئی اپنی کمر تک ہوگا اور کچھ وہ ہوں گے جنھیں پسینہ لگام لگا دے گا (ان کے منہ تک پسینہ ہوگا)

عثمان! کیا وہاں کوئی سایہ یا ایسی جگہ نہیں ہوگی جس سے لوگ سایہ حاصل کریں

سلیمان: کیوں نہیں میرے بیٹے۔ وہاں ایک سایہ ہوگا جس سے صرف سات طرح کے لوگ ہی آرام پائیں گے۔

بھی لڑکے۔ ہمارے والد! وہ خوش قسمت کون ہوں گے!

شاید ہم کوشش کریں کہ ان میں سے ہو جائیں۔

سلیمان: میرے بیٹو! ہر مسلمان کے لئے زیبا ہے کہ سات میں سے ایک ہونے کی کوشش کرے۔ اور میں ان ساتوں کو تمہارے لئے شمار کرتا ہوں۔

(۱) انصاف ور امام

لیکن لڑکے نے ان کی بات کاٹ دی، اور کہا۔ کون امام۔ کیا وہی جو لوگوں

کو نماز پڑھاتا ہے۔

سلیمان ۔ وہ بھی بھلائی پر ہے لیکن یہاں مقصود امیر المومنین ہے۔

لڑکوں نے جلدبازی کی اور کہا۔ ہم سمجھ گئے یہ جیسے چاروں خلفاء اور عمر بن عبدالعزیز اور ہم نے اپنی ماں سے ان کی بہت سی حکایتیں سنی ہیں۔

حلّ لغات

یَتَأَفَّفُوْنَ۔ جمع مذکر غائب۔ باب تفعل۔ اف اف کرتے ہیں۔ مِلْیُوْنٌ: دس لاکھ۔ ج مَلَایِیْن حُقُوْتَیْهِ۔ تثنیہ۔ مضاف بضمیر: اس کی دونوں کوکھ۔ کَعْبٌ: ٹخنہ۔ ج کِعَاب۔ رُکْبَةٌ: گھٹنہ۔ ج رُکَبٌ۔ یُلْجِمُ۔ واحد مذکر غائب، باب افعال: لگام لگائیگا۔ أُحْصِیْ۔ واحد متکلم باب افعال: میں شمار کرتا ہوں، یَسْتَظِلُّ۔ واحد مذکر غائب، باب استفعال: سایہ حاصل کرے گا۔ سُعَدَاءُ: خوش قسمت۔ واحد سَعِیْدٌ۔

کُنْ أَحَدَ السَّبْعَةِ (۲)

(سات میں سے ایک بنو)

سلیمان نے کہا۔ میرے بیٹو! دوسرا وہ نوجوان جس نے اللہ کی عبادت میں پرورش پائی ہو۔

یہاں بوڑھا رک گیا۔ اور کہا۔ میرے بیٹو! تم میں سے ہر ایک یہ خوش قسمت جوان ہو سکتا ہے، لیکن جب جوانی کا موقع برباد کردو گے تو تمہارے لئے صرف حسرت اور شرمساری رہ جائے گی

(۳) ایک وہ شخص جس کا دل مسجدوں سے اٹکا ہوا ہو۔

لڑکوں نے کہا، جیسے ہمارے محلہ کے شیخ عبدالغنی ہیں، کیوں کہ وہ مسجد ہی میں آرام پاتے ہیں اور ان کی کوئی جماعت فوت نہیں ہوتی اور ہمارا خیال ہے کہ وہ مسجد

میں ہی رات بسر کرتے ہیں۔

سلیمان نے کہا۔ نہیں میرے بیٹو! لیکن وہ نماز اور جماعت کے پابند ہیں، اور انھوں نے مجھے بتایا کہ دس سال یا اس سے زیادہ سے ان کی نماز با جماعت فوت نہیں ہوئی ہے۔

۴ ۔ ایسے دو شخص جنھوں نے اللہ کے لئے آپس میں دوستی کی، اسی پر ملے اور اسی پر جدا ہوئے اور اگر دونوں کو دیکھنا چاہو تو شیخ صالح اور شیخ حمزہ کو دیکھ لو۔ چنانچہ یہ ہندوستان میں ہیں اور وہ بخارا میں حالانکہ دونوں اللہ کے لئے دوست ہیں۔

اور تم میں سے ہر شخص یہ فضیلت پا سکتا ہے، اور یہ ایسے کہ لڑکوں میں سے اپنے کلاس اور اپنے رفیقوں میں اچھے شخص کا انتخاب کرے اور اس سے دوستی کرے اور کوشش کرے کہ اس کی دوستی دین کے لئے ہو۔

۵ ۔ اور وہ شخص جس نے یوسف علیہ السلام کی عفت (پاکبازی) و امانت میں اقتدار کی، تم نے ان کا قصہ سنا ہے۔

لڑکوں نے کہا ہاں۔

۶ ۔ اور وہ شخص جس نے کوئی صدقہ کیا اور اسے خفیہ رکھا یہاں تک کہ اس کا بایاں ہاتھ نہ جانتا ہو جسے دایاں صرف کرتا ہے۔

اور یہ جیسے تمہارے دادا۔ اس لئے کہ ہم نے مساکین اور کمزور مسلمانوں کے ساتھ ان کے حسن سلوک اور ہمدردی کو ان کی وفات کے بعد ہی جانا اسلئے کہ بوڑھی عورتیں اور بیوائیں انھیں روتی اور ان کی نیکی اور حسن سلوک کا ذکر کرتے ہوئے آئیں اور مجھے اس محلے کے باشندوں میں سے اشراف نے بتایا ہے کہ وہ ان کی ہمدردی کرتے تھے اور ہر مہینے ان کو خیرات پہنچاتے تھے اور ہم اہل خانہ اسے نہیں جانتے تھے۔

۷ ۔ اور وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور اس کی دونوں آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔

سب لڑکے بولے۔ لیکن ہم سب تو یہ کوشش کریں گے کہ ایسے نوجوان بنیں جنھوں

نے اللہ کی عبادت میں پرورش پائی ہو اور اس کے سوا فضائل میں بھی کوشش کریں گے اور شاید ہم، اے ہمارے والد۔ اگر ہم کئی خصلتیں یکجا کرلیں تو اس سائے میں بھی کوئی ممتاز جگہ پا جائیں گے۔ کیوں کہ جو ایک فضیلت حاصل کرے اور جو کئی فضیلت کرے دونوں میں فرق ہوگا۔

سلیمان۔ بات ٹھیک ہے۔ بیشک اللہ نیکوں کے ثواب کو برباد نہیں کریگا اور کوئی شخص کچھ بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

حلّ لغات

نَشَأَ۔ واحد مذکر غائب ماضی باب فتح: پیدا ہوا، اٹھا، پرورش پایا۔ ضَيَّعْتُمْ۔ جمع مذکر حاضر باب تفعیل: تم نے برباد کردیا۔ مُعَلَّقٌ۔ اسم مفعول باب تفعیل: لٹکا ہوا، اٹکا ہوا، لگا ہوا۔ لَا يَرْتَاحُ۔ واحد مذکر غائب منفی۔ باب افتعال: نہیں آرام پاتا ہے، راحت نہیں پاتا ہے۔ تَفُوْتُ۔ واحد مؤنث غائب۔ باب نصر: فوت ہوتی ہے، چھوٹ جاتی ہے۔ ضَعَفَةٌ: کمزور لوگ۔ واحد ضَعِيْفٌ۔ أَرَامِلُ: بیوائیں۔ واحد أَرْمَلَةٌ۔ يُوَاسِيْ۔ واحد مذکر غائب۔ باب مفاعلت: غمخواری کرتا ہے، ہمدردی کرتا ہے۔ خَلَا۔ استعمال۔ باب نصر: تنہائی، خلوت۔

---

(۱) اَلْعَيْنُ

(آنکھ)

آنکھ اللہ کی عجیب صنعت ہے، اس لئے کہ اللہ نے اس کو ایک شفاف آئینہ پیدا کیا ہے جو دائیں اور بائیں ہلا کرتا ہے اور اوپر اور نیچے، اس سے انسان سب طرف دیکھتا ہے پھر اسے ہڈی کے ایک مضبوط خانہ میں رکھا ہے اور اس پر پلکوں کا ایک ڈھکن بنایا ہے جو تکلیف دہ چیزوں سے اس کی حفاظت کرتا ہے اور بال کی برونیوں سے گھیر دیا ہے تاکہ ایک باڑھ بن جائے جو مکھیوں، مچھروں اور اس غبار کو اس سے بچا سکتا

ہے جو آنکھ میں داخل ہو جاتا ہے اور اس کے لئے تکلیف اور بیماری کا سبب بن جاتا ہے اور اس پر رواں پانی مسلط کردیا ہے جو اس میل کو دھوتا ہے جو اس میں داخل ہو جاتا ہے۔

اور آنکھ بہت سی بیماریوں کا نشانہ ہے جیسے آنکھ آنا اور کم دکھائی دینا اور یہ آخر بیماری اس زمانہ میں عام ہے۔ اس لئے لوگ یہاں تک کہ لڑکے عینک کے استعمال پر مجبور ہیں۔ اور ان بیماریوں سے بچاؤ کیلئے غبار اور دھول سے دور رہنا اچھا ہوتا ہے اور کھلی جگہوں میں ٹہلنا اور صاف پانی سے زیادہ منہ دھونا اچھا ہوتا ہے کیوں کہ وہ آنکھ کو روشن کرتا ہے اور اسے میل کچیل سے صاف کرتا ہے اور اسی لئے روزانہ پانچ بار وضو کرنا اچھا ہوتا ہے، خاص طور سے سویرے اٹھنے پر بے حد مفید ہے۔

اور رات میں مدھم روشنی میں لگاتار پڑھنا نظر پر برا اثر ڈالتا ہے اور اسے بہت نقصان پہونچاتا ہے لہٰذا جسے ضرورت اس کے لئے مجبور کرے اس کو ایسے چراغوں کا استعمال کرنا چاہئے جن کی روشنی عمدہ معتدل ہو نہ تیز نہ مدھم۔

اور آنکھ ایک بیش قیمت جوہر ہے جو مال سے نہیں خریدا جا سکتا اور اس سے انسان جمالِ فطرت کا لطف اٹھاتا ہے اور اس سے اپنی ضروریات پوری کرتا ہے۔ اور وہ انسانی خاندان کے اعضاء میں ایک مفید کارآمد عضو ہوتا ہے اور جب انسان اپنی بینائی کھو دیتا ہے تو وہ دنیا کی بہت سی نعمتوں اور اس کی خوبیوں سے محروم ہو جاتا ہے تو گویا اس کے لئے دنیا اندھیری ہو جاتی ہے اور وہ دوسرے پر بوجھ ہو جاتا ہے۔ اور بسا اوقات ایک حقیر ڈنڈے پر اعتماد کرتا ہے جس کے بغیر چل نہیں سکتا۔

حلّ لغات

صُنْعٌ: بناوٹ، ساخت۔ مِرْآةٌ: آئینہ، دیکھنے کا آلہ۔ مَحْجِرٌ: آنکھ کا کوئی، آنکھ کا خانہ۔ جمع مَحَاجِرُ۔ جُفُوْنٌ: پلکیں۔ واحد جَفْنٌ۔ غِطَاءٌ: پردہ، ڈھکن، جمع أَغْطِيَةٌ۔ حَاطَ۔ واحد مذکر غائب: احاطہ بنا دیا۔ أَهْدَابٌ: برونیاں۔ واحد هُدْبٌ۔ ذُبَابٌ: مکھیاں، بَعُوْضٌ: پسو، مچھر۔ عُرْضَةٌ: نشانہ۔ لَجَأَ۔ واحد مذکر غائب۔

ماضی ۔ باب فتح : مجبور ہوا ۔ مِنْظَرَۃٌ ۔ اسم آلہ ، دیکھنے کا سادھن ، عینک ۔ اِعْتِزَالٌ ۔ مصدر باب افتعال ، جدا ہونا ، الگ ہونا ۔ تَجَوُّلٌ ۔ مصدر باب تفعل ، پھرنا ، ٹہلنا ۔ فَسِيحَةٌ : کشادہ ۔ يَجْلُوْ ۔ واحد مذکر غائب ۔ باب نصر : روشن کرتا ہے ، جلا دیتا ہے ۔ مُوَاصَلَةٌ ۔ مصدر ۔ باب مفاعلت : برابر ، پیہم ۔ طَبِيعَةٌ ، فطرت ، کائنات ۔ اُسْرَةٌ : خاندان ۔ ج اُسَرٌ ۔ كَلٌّ : بوجھ ، بار ۔ عيالٌ : بھروسہ کرنا ۔

اَلْعَيْنُ (۲)

(آنکھ)

اور اسی لئے آنکھ بیش قیمت اور بڑی نعمت ہے ، یہاں تک کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ جب میں اپنے بندوں کو اس کی دو پیاری چیزوں سے آزماتا ہوں اور وہ صبر کرتا ہے تو اس کے عوض میں اس کو جنت دیتا ہوں اس کا مقصود اس کی دونوں آنکھیں ہیں ۔

اور ضروری نہیں ہے کہ انسان اپنی بینائی کھودے تو بیکار و برباد ہو جائے اس لئے کہ بہت سے اندھے علم میں بیناؤں سے سبقت لے گئے اور دنیا نے ان کے فضل کا اقرار کیا جیسے مفسر قتادہ اور محدث حماد بن زید اور فقیہ زبیر بصری اور ابو جعفر نحوی ، اور ادیب ابو العلاء معری اور شاعر بشار بن برد ، اور امام تجوید امام شاطبیؒ ۔

اور اس نعمت کی وجہ سے ضروری ہے کہ انسان اس کی حفاظت کرے اور اسے اللہ کی ناجائز کردہ چیزوں سے بچائے ، اس لئے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ آنکھوں کی خیانتوں کو جانتا ہے اور اس چیز کو جو دل چھپاتے ہیں ۔

اور اس کا فرض ہے کہ اسے اللہ کی فرمانبرداری میں استعمال کرے اور اس کے آنسو اللہ کے خوف میں بہلے ۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو قطروں اور دو نشانوں سے بڑھ کر اللہ کو کوئی چیز پیاری نہیں ہے ایک اللہ

کے ڈر سے آنسوں کا قطرہ ، اور ایک اللہ کی راہ میں خون کا قطرہ ۔ لیکن دو اثر تو ایک اللہ کی راہ کا نشان ، دوسرے اللہ کے کسی فرض کو ادا کرنے کا نشان ۔

اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں فرماتے تھے ۔

اے اللہ میں ایسے علم سے پناہ چاہتا ہوں جو فائدہ نہ دے اور ایسی آنکھ سے جو روئے نہ ، اور ایسی دعا سے جو نہ سنی جائے ، اور ایسی دعا سے جو قبول نہ کی جائے ۔

حَلِّ لغات

عَوَّضْتُ ۔ واحد متکلم ، میں نے بدلہ دیا ۔ باب تفعیل سے ۔ فعل ماضی ۔ فَاقَ ۔ واحد مذکر غائب ۔ باب نصر : بڑھ گیا ، فائق ہوا ۔ عُمْيَانٌ : اندھے ، نابینا ۔ واحد اَعْمٰى ۔ يَضِنُّ واحد مذکر غائب ۔ باب ضرب : کنجوسی کرتا ہے ، بخل کرتا ہے ۔ يُرِيْقُ ۔ واحد مذکر غائب ۔ باب افعال : بہاتا ہے ، بہائے ۔

اَدَبُ الْمُعَاشَرَةِ

(معاشرتی ادب)

لوگوں کے ساتھ ادب کا برتاؤ کرو ۔۔۔ تم زمانہ کی طرف سے عجیب چیز دیکھو گے
اور مال و جائداد پر بڑائی نہ کرو ۔۔۔ اور نسب (خاندان) پر نہ اتراؤ
عزت امانت میں ہے ۔۔۔ اور عقلمندی دور اندیشی میں ہے
ہم نشین کو غصہ نہ دلاؤ ۔۔۔ اور دوست کو نہ بھڑکاؤ
زیادہ نہ ڈانٹو ۔۔۔ تم دوستوں کو بھڑکا دو گے
اس لئے کہ زیادہ پھٹکار ۔۔۔ کنارہ کشی کی دعوت دیتی ہے
اور اگر تم کسی مجلس میں ۔۔۔ بڑے سرداروں کے درمیان اترو
تو جماعت کی خوشنودی کا ارادہ کرو ۔۔۔ اور فرمانبردار لڑکے بنو

اور ایسی بات کرو	جو موقع کے موافق ہو۔
جیسے عمدہ اشعار	اور اچھی خبریں
اور کمینوں کا کلام چھوڑ دو	اور بازاری نکتے (چھوڑ دو)
اور بہت ضدی نہ بنو	اور مذاق سے پرہیز کرو
کیوں کہ زیادہ بیجائی	ایک قسم کا دیوانہ پن ہے۔

حل لغات

اُسْلُکْ۔ واحد مذکر فعل امر، باب نصر، راہ چلو، روش اپناؤ۔ لَا تَتَطَاوَلْ: نہی حاضر معروف، بڑے مت بنو، مت اتراؤ۔ نَشَبٌ: مال وجائداد۔ اَلْکَیْسُ، ہوشیاری دانشمندی۔ جَلِیْسٌ، ہم مجلس، ہم نشین۔ ج جُلَسَاءُ۔ سَرَاۃٌ، سردار، چودھری۔ سَفَلَۃٌ: کمینہ، کم رتبہ۔ واحد سَافِلٌ۔ مُبْتَذَلَۃٌ۔ اسم مفعول مؤنث۔ پست اور بازاری۔ مِلْحَاحٌ۔ صیغہ مبالغہ، بڑا ضدی، جو بہت اصرار کرتا ہو۔

عِیْدُ الْاَضْحٰی

(عید قرباں) بقرعید

ماہ ذیقعدہ کا آخری دن تھا، اور مہینے کی انتیسویں تاریخ تھی۔ میرے والد نے چاند دیکھا جو بہت باریک تھا، اور میں بہت کوشش اور کرید سے ہی دیکھ سکا اور میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ کچھ کہہ رہے ہیں اور دعا کر رہے ہیں۔ میں نے ان سے کہا۔ والد! آپ اپنی دعا میں کیا فرما رہے ہیں۔ میرے والد نے کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند دیکھتے تھے تو فرماتے تھے۔

"اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ ھِلَالُ رُشْدٍ وَّخَیْرٍ"۔ اے اللہ اس کو ہمارے اوپر امن وایمان

اور سلامتی واسلام کے ساتھ لا۔ میرا اور تمہارا رب اللہ ہے، اے ہدایت وبھلائی کے چاند!

اور میں نے اس کو اپنے والد سے سیکھ لیا اور اسے یاد کر لیا۔

اور میں نے سمجھا کہ کل عید ہے۔ میرے والد نے مجھے بتایا کہ عید نو دن بعد ہے کیوں کہ عید اضحیٰ دسویں ذی الحجہ کو ہوتی ہے۔

اور مہینے کی آٹھویں تاریخ کو مدرسہ بند ہو گیا اور مجھے استاذ نے بتایا کہ آج حاجی لوگ منیٰ جائیں گے جہاں رات بسر کریں گے اور اس دن کا نام یوم الترویہ ہے

اور نویں کے سویرے جو عرفہ کا دن ہے حاجی لوگ عرفات جائیں گے اور پورے دن رہیں گے اور دعائیں اور اللہ کا ذکر کریں گے اور وہاں سے مزدلفہ جائیں گے اور وہیں رات گزاریں گے اور دسویں کے سویرے منیٰ واپس آئیں گے اور قربانی کریں گے، یہی قربانی کا دن ہے اور وہی عید کا دن ہے۔

اور میرے والد نے قربانی کے لئے ایک فربہ گائے خریدی تھی۔ کہا کہ اس میں سات حصے ہیں۔ دو میرا اور تمہاری ماں کا اور ایک تمہارا اور چار تمہارے دو بھائیوں اور تمہاری دو بہنوں کا۔

اور میرے والد خود اسے چارہ پانی دیتے تھے اور انھوں نے بتایا کہ اس میں فضیلت اور ثواب ہے

اور دسویں روز ہم نے لباس بدلے اور میرے والد نے میرے لئے نیا لباس تیار کرایا تھا لیکن جوتا تو وہ عید کا جوتا تھا اور صاف تھا میلا نہیں ہوا تھا جیسا کہ نیا ہو، کیونکہ میں نے اسے کم ہی پہنا تھا اور میرے والد نے خوشبو لگائی اور لباس تبدیل کیا اور ہم جماعت کے ساتھ عیدگاہ کی طرف نکلے۔ پس انھوں نے تکبیر اور بلند آواز سے تہلیل کی اور امام نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور خطبہ دیا اور قربانی کے احکام بیان کئے اور ہم عیدگاہ سے دوسرے راستے سے واپس ہوئے اور میرے والد نے گائے کی قربانی کی اور بسم اللہ اللہ اکبر کہا۔

اور میری ماں نے غریبوں، رشتہ داروں اور دوستوں کو گوشت تقسیم کیا۔

اور ہمارے لئے بھی پکایا، اور ہم نے دن کا کھانا اپنی قربانی کے گوشت ہی سے کھایا۔

اور بہت سا گوشت رہ گیا۔ میری ماں نے اس کی حفاظت کی اور اسے سوکھایا اور ہم ایک لمبے عرصہ تک یہ سوکھایا ہوا گوشت کھاتے رہے

اور عید کے تین دنوں میں بہت سی دعوتیں ہوئیں، اور وہ کھانے اور پینے کے دن تھے۔ اور میرے والد نے عید کی رات اپنے دوستوں اور پڑوسیوں کی ایک جماعت کو دعوت دیا تھا اور میری ماں نے رنگ برنگ کے کھانے پکائے اور زیادہ اور عمدہ پکائے۔

اور دوسرے روز ہم اپنے شریف پڑوسی سید حسن طبیب کے مہمان ہوئے اور وہ بہت بڑی دعوت تھی اور میں نے پورے مہینہ اتنا گوشت نہیں کھایا جتنا تین دن میں کھایا اور مجھے کوئی نقصان نہیں کیا

میں امام کو عرفہ کے دن کی فجر سے ایام تشریق کے اخیر دن کی عصر تک یعنی تیرہویں ذی الحجہ تک ہر فرض نماز کے بعد تکبیر و تہلیل کرتے سنتا تھا۔

حَلّ لغات

اَهِلَّهٗ۔ واحد مذکر حاضر فعل امر: اسے نکال، روشن کر۔ مِنًی: مکہ کا ایک میدان۔ يَظَلُّوْن۔ جمع مذکر غائب۔ باب ضرب: پورے دن رہتے ہیں۔ يَعْلِفُ۔ واحد مذکر غائب۔ باب ضرب: چارہ دیتا ہے۔ كَبَّرَ۔ واحد مذکر غائب۔ باب تفعیل: اللہ اکبر کہا۔ هَلَّلَ۔ واحد مذکر غائب۔ باب تفعیل: لا الٰہ الا اللہ کہا۔ سِهَام، حصے۔ واحد سَهْمٌ۔ اَعَدَّ۔ واحد مذکر غائب ماضی باب افعال: تیار کیا۔ وَزَّعَتْ۔ واحد مؤنث غائب۔ باب تفعیل: تقسیم کیا، بانٹا۔ اَيْبَسَتْ۔ واحد مؤنث غائب ماضی باب افعال: اس نے سوکھایا۔ قَدِيْدٌ: کاٹا ہوا اور سوکھایا ہوا گوشت۔

تَارِيْخُ الْقَمِيْصِ

(کرتے کی تاریخ)

تم نے نیا کرتا پہنا ہے۔ اسے پرانا کرو اور پھاڑو، اور لیکن کیا تم اس کی کچھ تاریخ جانتے ہو؟ کیا جانتے ہو کہ اس میں کتنے ہاتھوں نے کام کیا ہے؟ اور کتنے لوگ اس میں مشغول ہوئے ہیں، اور کارکنوں نے اس میں کتنی محنت کی ہے اور کیسے تم تک پہونچا ہے؟

اس کا اول قصہ یہ ہے کہ کاشتکار نے روئی بوئی اور اس کے بونے میں بڑی مشقت برداشت کی کیوں کہ روئی کی کاشت میں بڑی مشکل اور لمبا کام ہے اس نے زمین کو تین بار یا اس سے زیادہ جوتا، اور کیاریاں بنائیں اور انھیں پانی سے بھرا اور اسے چھوڑ دیا، یہاں تک کہ سوکھ گئیں، اور اسکے پہلو میں بہت سے گڈھے کھودے پھر اس میں روئی کے بیجوں کو بو دیا جنھیں رات بھر پانی میں تر کیا تھا اور جب پودا نکلا تو کاشتکار نے کیاریوں کو کھود دیا اور اس کے اندر کو باہر کر دیا اور ان گھاسوں کو اکھاڑ دیا جو روئی کو نقصان پہونچاتی ہیں اور اسے بارہا سینچا۔ اور کاشتکار کھیت کی خدمت کرتا رہا اور محنت کرتا رہا اور مہینوں آرام نہیں کیا یہاں تک کہ اس میں روئی ظاہر ہوئی۔ پھر لڑکے اور لڑکیاں کھیت میں پھیل گئیں اور روئیاں توڑیں

اور جب روئی یکجا ہوئی تو اُسے دھنیا کے پاس بھیجا گیا اور اس نے اس کو دُھنا، پھر اُسے بعض کارخانوں میں لیجایا گیا اور کاتا گیا۔ پھر اس کو بنکر نے لیا اور اسے برابر دھاگوں میں تنا اور کچھ دن برابر کام کرتا اور محنت کرتا رہا یہاں تک کہ اسے نرم مضبوط کپڑا بُنا۔ اور کسی تاجر نے اس کپڑے کو خریدا اور اسے اپنی دکان میں رکھا۔ پھر اس کے پاس تمہارے والد وہ مال لیکر گئے

جسے پیشانی کے پسینے سے کمایا تھا اور اس میں کچھ دن محنت کیا تھا اور تم آرام سے مکان میں کھا اور سو رہے تھے اور یہ کپڑا درزی کے پاس گیا اور اس نے تمہارے لئے ایک کرتا بیونتا۔ پھر عید کی رات میں بیدار رہ کر اسے سلا اور تم اپنے بستر میں سو گئے تھے۔ اور کرتا تمہارے پاس تمہاری محنت اور کام کے بغیر آ گیا، تو کیا تم پر واجب نہیں کہ تم جب اسے پہنو تو کہو۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ كَسَوْتَنِيْهِ وَاَلْبَسْتَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ اَسْئَلُكَ خَيْرَهٗ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ: (اے اللہ میری طاقت عمل اور زور بدن کے بغیر تو نے اسے مجھے پہنایا اور اوڑھایا ہے میں تجھ سے اس کی بھلائی کا، اور اس کی اچھائی کا سوال کرتا ہوں جس کے لئے بنایا گیا ہے اور تجھ سے اس کی برائی اور اس چیز کی برائی سے پناہ چاہتا ہوں جس کے لئے بنایا گیا ہے)

حَلِّ لغات

قَمِيْصٌ: سلا ہوا کپڑا، کرتا۔ ج اَقْمِصَةٌ۔ اَلْبِسْ۔ امر حاضر باب افعال: پوشیدہ کر، پہنا۔ اَخْلِقْ۔ امر حاضر باب افعال: پرانا کر، پھاڑ۔ جَنْبٌ: پہلو، پاس۔ ج جَوَانِبُ۔ نَقَعَ۔ واحد مذکر غائب باب فتح: پانی میں تر کیا۔ نَجَمَ۔ واحد مذکر غائب ماضی: ظاہر ہوا، نکلا۔ عَزَقَ: زمین کھودا۔ جَنَوْا۔ جمع مذکر غائب۔ باب ضرب: اکھیڑا، توڑا، چنا۔ حَلَجَ۔ واحد مذکر غائب ماضی: دھنا۔ حَلَّاجٌ: دھنیا۔ غُزِلَ۔ واحد مذکر غائب۔ ماضی مجہول باب ضرب: کاتا گیا، بنا گیا۔ حَائِكٌ: بنکر، پارچہ باف۔ ج حَوَكَةٌ۔ حَوْلٌ: طاقت عمل۔ قُوَّةٌ: طاقت بدن۔

اَلْاَسَدُ

(شیر)

شیر جھاڑی کا بادشاہ اور درندوں کا سردار ہے اور اس کی صورت اسے

ظاہر کرتی ہے، چنانچہ اس کا منظر ڈراؤنا ہوتا ہے اور ایسی دہاڑ جس سے پورا جنگل گونجنے لگتا ہے، اور اس سے بہادروں کے دل اڑ جاتے ہیں، بڑا حملہ آور ہے، بڑے بدن کا ہوتا ہے اس کے سر کے آس پاس بڑے بال ہوتے ہیں جو قریب قریب اس کے دونوں گھٹنوں کو ڈھانک لیتے ہیں اور جب غصہ ہوتا ہے تو اس کی پیشانی اور دونوں رخسار پر شکن پڑ جاتی ہے اور اپنے دانت نکال لیتا ہے اور اس کی آنکھیں چمکنے لگتی ہیں اور اس کے ابرو پھڑکنے لگتے ہیں اور اس کے بدن کا بال کھڑا ہو جاتا ہے اور اپنی دُم سے اپنے دونوں پہلو پیٹتا ہے اور اپنی دونوں آنکھیں بند کر لیتا ہے اور زمین کی طرف جھک جاتا ہے اور اپنے شکار پر بجلی کے مانند چھلانگ لگاتا ہے یہاں تک کہ جب اس پر کامیاب ہو جاتا ہے تو اس سے کھیلنے لگتا ہے پھر اس کو اپنے دانتوں سے ٹکڑے ٹکڑے پھاڑ دیتا ہے۔

اور جب شیر بندھا ہوا ہو تو اس کی شکل سکون کو ظاہر کرتی ہے اور جب چھوڑ دیا جائے اور للکارا جائے تو اپنی کچھار سے نکل پڑتا ہے اور وہ دن سے زیادہ رات میں بہادر ہوتا ہے اور انسان کے پاس سے گذرتا ہے اور اسے چھیڑتا نہیں مگر جب شکاری ہو یا کوئی انسان اسے بھڑکا دے۔

اور وہ گھوڑے اور اونٹ اور گائے جیسے جانوروں پر حملہ کرتا ہے اور ہرن شکار کرتا ہے اور اسے شوق سے کھاتا ہے اور اس کی ہمت اسے انسان کو انسانوں کے درمیان سے اچک لینے پر آمادہ کرتی ہے۔

اور مادہ شیر کو لَبُؤَةٌ (شیرنی) کہا جاتا ہے۔ اور وہ بدن میں چھوٹی اور رفتار میں تیز اور شیر سے زیادہ غصہ ور ہوتی ہے اور اس کا بچہ شِبْلٌ کہا جاتا ہے اور وہ شکار کرنے لگتا ہے اور اپنی غذا کا انتظام خود کرنے لگتا ہے۔

جب اپنی عمر کے دوسرے سال کو پہنچتا ہے۔

اور شیر کی اوسط لمبائی تین ہاتھ ہوتی ہے اور اس کی اونچائی سوا ہاتھ اور اوسطاً ۲۵ سال زندہ رہتا ہے اور کبھی کبھی اپنے قفس میں سو سال یا زیادہ

کا ہو جاتا ہے۔

حلّ لغات

أَسَدٌ: شیر۔ ج أُسُودٌ، أُسْدٌ۔ سِبَاعٌ: درند، واحد سَبُعٌ۔ زَئِيرٌ: دہاڑ تَذْرِي۔ واحد مؤنث غائب باب ضرب، گونجتی ہے۔ أَنْيَابٌ: کچلی کے دانت۔ واحد نَابٌ اِخْتَلَجَ۔ واحد مذکر غائب ماضی باب افتعال: پھڑکنا۔ أَطْبَقَ۔ واحد مذکر غائب۔ باب افعال: بند کرلیا، ڈھانک لیا۔ فَرِيسَةٌ: شکار۔ هُدُوءٌ: سکون۔ مصدر۔ باب فتح أُفْلِتَ۔ واحد مؤنث غائب ماضی مجہول۔ باب افعال: چھوڑ دیا گیا، رہا کر دیا گیا۔ هُيِّجَ۔ واحد مذکر غائب۔ ماضی مجہول: ابھارا گیا، للکارا گیا۔ اِنْدَفَعَ۔ واحد مذکر غائب ماضی۔ باب انفعال: تیز دوڑا۔ عَرِيْنٌ: شیر کی کچھار، ماند۔ ضَارِي: خونخوار۔ اسم فاعل۔ باب ضرب۔ ج ضَوَارِي۔ لَبُوءَةٌ: شیرنی۔ شِبْلٌ: شیر کا بچہ۔ ج أَشْبَالٌ، شِبَالٌ، أَشْبُلٌ، شُبُولٌ۔ جَرْوٌ: پلا، بچہ۔ ج جِرَاءٌ، أَجْرٍ۔ مُعْتَدِلٌ: اوسط، درمیانی۔ ذِرَاعٌ: بازو، ہاتھ۔ ج أَذْرُعٌ: پرانا پیمانہ ۱۸ سے ۲۲ انچ۔

غُرُورُ الدُّنْيَا

(دنیا کا فریب)

۱۔ تم کہتے ہو کہ شریف نہیں ہے مگر قناعت پسند دنیا سے بیزار۔
۲۔ کیا ہی عزیز ہے جو قناعت کرتا ہے اور کیا ہی ذلیل ہے جو ہوس رکھتا ہے۔
۳۔ دنیا تمہیں اپنی خوبصورتی اور اچھائی کی وجہ سے پیاری ہے۔
۴۔ لیکن وہ بے وفا، فریب کار اور دھوکہ باز ہے۔
۵۔ اس کا کوئی دوست نہیں ہے، اس کا زوال قریب ہے
۶۔ آزردہ کن اور خیانت کار ہے اس کے پاس امانداری نہیں ہے۔
۷۔ دوستوں میں جدائی پیدا کرتی ہے، ہمجولیوں کو تتر بتر کر دیتی ہے۔

۸۔ جنگ جو ہے اس کے لئے جو اس سے آشتی کرتا ہے اور جو اس سے چمٹا رہتا ہے آزردہ کر دیتی ہے۔
۹۔ اس کا عزیز ذلیل ہے اور اس کا بہت تھوڑا ہے۔
۱۰۔ اس کا وصال مشقت ہے اور اس کا منہ پھیرنا مصیبت ہے۔
۱۱۔ اس سے نادان لطف اٹھاتے ہیں اور پست لوگ آرام پاتے ہیں۔
۱۲۔ اس سے دانشمند بدحال ہوتا ہے اور ادیب اکتا جاتا ہے۔

حلّ لغات

طَيِّبَةٌ: عمدہ، اچھی۔ مَلُوْلَةٌ: تنگدل، آزردہ دل۔ تُشَتِّتُ۔ واحد مونث غائب باب تفعیل: انتشار پیدا کرتی ہے۔ لَازَمَ۔ واحد مذکر غائب۔ باب مفاعلت: لازم پکڑا چپاں رہا۔ حَرْبٌ: جنگ جو، دشمن۔ عَنَاءٌ: مشقت، تکلیف، دشواری۔ صُدُوْدٌ۔ مصدر۔ باب نصر: منہ پھیرنا، اعراض کرنا۔ بَلَاءٌ: غم، آزمائش۔ يُحْظَى۔ واحد مذکر غائب مجہول۔ باب سمع: حصہ دیا جاتا ہے، پاتا ہے۔ أَنْذَالٌ: پست کم رتبہ۔ واحد نَذْلٌ۔

رِسَالَةٌ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام ایک پیغام)

جب تمہارے پاس کوئی رشتہ دار یا دوست آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں وطن جا رہا ہوں اور تمہارے والد سے ملوں گا تو کیا تم کچھ ہدایت دیتے ہو یا تمہارا ان کے لئے کوئی پیغام ہے جو میں تمہاری طرف سے لیجاؤں اور انھیں پہنچادوں؟ تو تم شک نہیں کروگے کہ وہ تمہارے والد سے ملے گا اور تمہارے والد اس سے تمہارے متعلق خوش کن خبر اور تمہاری صحت کی خوش خبری دریافت کریں گے۔ اور تم کہوگے کہ میری طرف سے میرے والد کو سلام کہنا اور ان سے کہنا کہ آپ کا

بشارت ہے، اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں تندرست اور خوش ہے۔

ایسے ہی مسلمان عقیدہ رکھتے تھے کہ موت آخرت کا پُل ہے اور جو مسلمان اس پُل کو پار کرتا ہے وہ آخرت تک پہنچتا ہے اور یہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے اور آپ کی زیارت کا شرف حاصل کرتا ہے اور ضروری ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے متعلق سوال کریں۔

اور ہو سکتا ہے کہ تمہارا رشتہ دار یا تمہارا دوست کسی رکاوٹ یا حادثہ کی وجہ سے وطن نہ پہونچے یا پہونچے اور تمہارے والد سے نہ مل سکے، لیکن مسلمان میت کے عالم آخرت تک پہونچنے میں شک نہیں کرتے تھے اور شہید کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملنے پر

مسلمانوں نے شام پر فوج کشی کی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انھیں بتایا تھا کہ تم ضرور قیصر وکسریٰ کے خزینے پر قبضہ کر لوگے۔ اور اللہ نے ان دونوں پر مدد کا وعدہ کیا ہے اور فرمایا ہے کہ بیشک ہمارے لشکر کی مدد ہوگی اور بیشک ہمارا لشکر ہی غالب ہوگا، اور لوگوں کو مدد اور فتح پر اعتماد تھا اور ایسا ہی ہوا چنانچہ انھوں نے ایک شہر کے بعد ایک شہر فتح کیا اور ایک لشکر کے بعد ایک لشکر کو شکست دیا۔

اور یرموک کے دن ایک شخص مسلمانوں کے سپہ سالار ابو عبیدہ کے پاس آیا اور کہا "میں نے اپنے معاملے یعنی شہادت کی تیاری کر لی ہے تو کیا آپ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی ضرورت ہے؟"

ابو عبیدہ نے کہا، ہاں آپ کو میری طرف سے سلام کہنا اور کہنا کہ اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم بیشک ہمارے رب نے ہم سے جو وعدہ کیا ہے اسے ہم نے درست پایا۔

حلّ لغات

بُشْرَیٰ: خوش خبری ۔ جَسْرٌ: پُل ۔ ج جُسُوْرٌ ۔ عَبَرَ ۔ واحد مذکر غائب ماضی: باب نصر: اس نے عبور کیا، پار کیا۔ زَحَفَ ۔ واحد مذکر غائب۔ ماضی۔ باب فتح

: رینگنا، چلنا، روانہ ہونا۔

حَادِثَۃٌ

(حادثہ)

ایکبار ہمارے یہاں ایک معزز مہمان آئے اور ہمارے یہاں ایک رات رہے اور سویرے میں نے ان سے کہا کہ جناب آپ غسل کریں گے؟

جمعہ کا دن تھا، انھوں نے کہا ہاں۔ میں نے کہا یہ غسل خانہ ہے۔ انھوں نے کہا بلکہ میں دریا میں غسل کروں گا اور وہ بزرگ تیرنا جانتے تھے مگر انھیں طویل زمانہ سے تیرنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا، اور میں نے سنا ہے کہ انسان تیرنا نہیں بھولتا جب سیکھ جاتا ہے، مگر یہ کہ جلد تھک جاتا ہے۔

اور دریا باڑھ پر تھا اور تیزی سے بہہ رہا تھا۔ چنانچہ بزرگ دریا میں اترے اور تیرنے لگے، اور زیادہ دیر نہیں ہوئی کہ ان کا بازو تھک گیا اور ان کے قویٰ سست ہو گئے اور وہ بے حس ہو گئے اور پانی نے انھیں زور سے دھکا دیا، اور اس کے دھارے میں بہنے لگے اور اپنے اوپر کوئی قابو نہیں رکھتے تھے اور انھوں نے تباہی کا یقین کر لیا۔

لہٰذا چیخنے اور فریاد کرنے لگے اور کہنے لگے، کوئی شخص میرا ہاتھ پکڑ لے اور اللہ کو یاد کرنے لگے اور اللہ اللہ چلانے لگے جیسے دنیا کے اپنے اخیر دور میں ہوں اور ڈوبنے اُترانے لگے۔

ہمارے ہوش اڑ گئے اور ان کے ڈوبنے کا ڈر ہو گیا اور ہمارا ایک رشتہ دار تھا جو تیرنا اچھا جانتا تھا، اسی دریا میں غسل کر رہا تھا۔ ہم نے کہا۔ استاد کو بچاؤ۔ اور وہ تیزی سے ان کی طرف بڑھا، اور جب بزرگ نے ایک مددگار دیکھا تو کچھ ہمت کی اور اس کو پکڑ لینا چاہا۔

لیکن وہ شخص عقلمند اور آزمودہ کار تھا اور جانتا تھا کہ ڈوبتا ہوا اس پر سوار ہو جاتا ہے جو اس کی مدد کرتا ہے یا اس کا گلا پکڑ لیتا ہے اور دونوں ڈوب جاتے ہیں، لہٰذا اپنے اوپر ان کو موقع نہیں دیا بلکہ ڈوبا اور انھیں نیچے سے کنارے کیطرف دھکا دیا اور بزرگ برابر اسے پکڑنے کی کوشش کر رہے تھے اور وہ شخص انھیں آگے دھکا دے رہا تھا یہاں تک کہ کنارے پہنچا دیا۔

اور بزرگ بے ہوش تھے کچھ عقل نہیں رکھتے تھے۔ اور کنارے ایک شخص تھا جو مچھلی شکار کر رہا تھا۔ چنانچہ اس کیطرف اس شخص نے اشارہ کیا اور کہا کہ اپنی چھیپ بڑھاؤ تاکہ بزرگ اسے پکڑ لیں، لہٰذا شکاری نے اپنی چھیپ بڑھا دیا اور اس سے ان کے سر پر مارنے لگا اور وہ شعور نہیں رکھتے تھے اور نہ اسے پکڑتے تھے اور کچھ دیر بعد چھیپ پکڑ لیا اور کنارے پہونچے۔

اور بزرگ نے بہت سا پانی پی لیا تھا، اس لئے لوگوں نے انھیں اوندھا کیا، یہاں تک کہ پانی قے کر دیا اور ہوش میں آ گئے اور ان کا شعور اور طاقت لوٹ آئی

اور وہ دریا کے دوسرے کنارے پر تھے لہٰذا ان کے لئے لوگوں نے گھڑوں کی ایک کشتی بنائی اور بزرگ اس پر سوار ہوئے اور رسی پکڑ لی اور ان کے آس پاس بہت سے تیراکی کے شہسوار اور پانی کے بہادر تھے، اور کشتی میں کنارے واپس آئے اور بزرگ اس حادثہ سے خوفزدہ ہو گئے اس لئے ہر اس شخص کو جو ہمارے گاؤں آتا ہدایت کرتے تھے کہ دریا میں نہ داخل ہونا اور فرماتے تھے کہ دنیا سے لطف اٹھانا چاہو تو دریا سے دور رہو۔

اور بزرگ برابر اس شخص کو ڈانٹ رہے تھے کہ اس نے اس کی مدد نہیں کی اور ان کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا اور اسے اس سلسلہ میں معذور نہیں سمجھ رہے تھے۔

حلِّ لغات

سَاحَةٌ۔ مصدر باب فتح: تیرنا۔ خَاضَ۔ واحد مذکر غائب ماضی: پانی میں اترا۔ باب نصر۔ کَلَّتْ۔ واحد مؤنث غائب ماضی، تھک گئے، شل ہو گئے۔ خَارَتْ واحد

مؤنث غائب۔ باب نصر، سست ہو گئے۔ تَیَّارٌ: دھارا، جھونکا۔ ج تَیَّارَات۔ تَلَفٌ: برائی ہلاکت۔ یَصْرُخُ۔ واحد مذکر غائب باب فتح: چیختا ہے۔ یَسْتَغِیْثُ۔ واحد مذکر غائب باب استفعال، مدد طلب کرتا ہے۔ یَغُوصُ۔ باب ضرب، ڈوبتا ہے۔ یَطْفُو۔ واحد مذکر غائب۔ باب نصر، اترا آتا ہے۔ مُنْجِدٌ۔ اسم فاعل۔ باب افعال، مددگار۔ تَلَابِیْب۔ واحد تِلْبِیْبٌ، گلا۔ نَکَسُوْہُ۔ جمع مذکر غائب ماضی باب تفعیل، اس کو اوندھا کیا۔ اَبْطَالٌ، دلیر، بہادر۔ واحد بَطَلٌ۔ ذُعِرَ۔ واحد مذکر غائب۔ باب کرم، ڈر گیا۔

بہ استعمال ہوا بزرگ کیلئے

فتی الاسلام

(اسلام کا بہادر).

کیا تم ایسے جوانوں کو جانتے ہو جو اپنی عمر کے ۱۷، ۱۷ یا ۱۸، ۱۸ سال میں تھے اللہ تمہیں اس عمر سے اوپر پہونچائے اور تمہیں لمبی عمر دے۔

تم ان کے متعلق بہت کچھ جانتے ہو تو کیا تم ان کے متعلق اس کے سوا جانتے ہو کہ وہ کھاتے اور پیتے ہیں اور پھرتے اور کھیلتے ہیں اور لباسوں میں آرائش کرتے ہیں اور تزئین و آرائش میں نزاکت کرتے ہیں۔

اور جب کوئی نوجوان ان میں ممتاز ہوتا ہے اور اس کی ہمت بلند ہوتی ہے تو اپنی پڑھائی اور مطالعے میں لگ جاتا ہے اور اس میں کوشش اور محنت کرتا ہے یہاں تک کہ امتحان میں ممتاز ہو جائے اور انعامات اور تمغے حاصل کر لے۔

اور جب ان میں کوئی نوجوان بلند نظر ہوتا ہے تو سرکاری اداروں میں سے کسی ادارے کی تنخواہ کے لئے کوشش کرتا ہے اور ماہانہ تنخواہ پانے لگتا ہے۔

یہی ان کے علم کی منزل اور ان کی آرزوئے حیات کی انتہا ہے۔

لیکن جب اسلام کا دور تھا اور ہمتیں بلند تھیں تو مسلم نوجوان جہاد برپا کرنے کی طرف دیکھتے تھے اور شہر پر قبضے کی طرف، چنانچہ وہ کسی حصے پر قبضہ کرتے تھے

یا حکومت کی بنیاد رکھتے تھے یا شہید ہو کر جان دیدیتے تھے۔

یہ محمد بن قاسم ثقفی ہیں جنھوں نے ہندوستان پر حملہ کیا اور وہ عرب ممالک سے دور سمندروں کے پار ملک ہے۔ چنانچہ انھوں نے لشکروں کو شکست دیا اور بادشاہ کو قتل کیا اور خلافت ٹیکس لگایا۔ اور محمد نے سندھ کو فتح کیا اور ہندوستان میں گھس گئے یہاں تک کہ دریائے بیاس ملتان تک پار کرلیا اور اسے فتح کرلیا اور اہل ہند محمد کے فرمانبردار ہوگئے، اور ان کے دین و شرافت اور انکے انصاف کیوجہ سے ان سے پیار کیا جب کہ غالب دشمن سے پیار نہیں کیا جاتا اور انھوں نے ہندوؤں کی عادت کے موافق ان کی مورت بنائی

اور یہ تمام فتوحات بہت تھوڑے زمانے میں ہوئیں۔

یہ ہوا۔ اور فاتح سندھ کی عمر ۱۷ سال سے زیادہ نہیں تھی، اسی کے متعلق شاعر نے کہا ہے۔

سَاسَ الرِّجَالَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ حِجَّةً
وَلِدَاتُهُ عَنْ ذَاكَ فِي أَشْغَالٍ

(لوگوں پر سترہ سال کی عمر میں حکومت کی، حالانکہ اسکے ہم عمر ابھی اسسے غافل ہو کر دوسرے کاموں میں تھے)

حلّ لغات

یَتَأَنَّقُوْنَ۔ جمع مذکر غائب، باب تفعل؛ نزاکت دکھلاتے ہیں۔ ھِنْدَام؛ اندام؛ قد کی خوبصورتی۔ اِخْتِبَارَات؛ امتحانات۔ اِدَّخَرَ؛ اس نے فراہم کیا۔ واحد مذکر غائب ماضی۔ باب افتعال۔ وِسَامَات؛ تمغے۔ واحد وِسَامٌ۔ وَظِيفَةٌ؛ تنخواہ، روزینہ۔ ج وظائف۔ مَصْلَحَةٌ؛ دفاتر، محکمہ، ادارہ۔ ج مَصَالِح۔ رَاتِبٌ؛ تنخواہ۔ ج رَوَاتِب۔ يَطْمَحُ؛ نظر اٹھاکر دیکھتا ہے۔ قُطْر؛ جانب، حصہ، علاقہ۔ ج أَقْطَار۔ تَوَغَّلَ۔ واحد مذکر غائب ماضی باب تفعل، وہ گھس گیا۔ خَضَعَ۔ باب فتح؛ فرمانبردار ہوا، ماتحت ہوا۔ تِمْثَال؛ اسٹیچو، مجسمہ۔ ج تماثیل ـــ

حِجَّةٌ؛ سال۔ ج حِجَجٌ۔ لِدَات؛ ہم عمر، ہمسر۔ واحد لِدَةٌ۔

الرِّمَايَةُ

(نشانہ بازی)

میں نے اپنے والد سے درخواست کی کہ میرے لئے ایک چھوٹی سی بندوق خریدیں تاکہ پرندے شکار کروں جیسے جنگلی کبوتر، دیسی کبوتر اور کوا۔ جو بڑی تکلیف دیتا ہے۔ اور پانی میں منہ ڈال دیتا ہے۔ اور میں نشانہ بازی کی مشق کروں گا چنانچہ انھوں نے میرے لئے ایک بندوق اور ایک ڈبہ چھرّا خرید دیا۔

اور جب میں مدرسہ سے واپس آتا تھا یا چھٹی کا دن ہوتا تھا تو بندوق لیتا اور کچھ چھرّے اور باغوں کی طرف جاکر پرندے شکار کرتا تھا۔ یہاں تک کہ دو مہینے میں مشاق ہوگیا اور میرا ہاتھ بیٹھ گیا۔

اور میں نے ایک مالدار شخص کے یہاں ایک نادر چیز دیکھی اس کے پاس ایک پلیٹ تھا اور پلیٹ کے اوپر پیسے جیسا تھا، اس کا ایک رنگ تھا جو چمک رہا تھا اور دور سے دکھائی دے رہا تھا۔

اور اس پیسے کے کنارے ایک تھیلے کے مانند تھا جسے وہ بارود سے بھرتا تھا اور کاغذ سے بند کر دیتا تھا اور اس پلیٹ میں ایک فوجی کے لباس میں ایک فوجی کی تصویر تھی جس کے ہاتھ میں ایک ہیٹ تھا۔

اور ہم نشانہ بازی میں مقابلہ کرتے تھے اور اس پیسے کو چھرّے سے مارتے تھے اور جب کوئی انسان ٹھیک نشانہ لگادیتا تھا تو توپ چھوٹ جاتی تھی اور لوگ اس کی آواز دور سے سنتے تھے اور دروازہ کھل جاتا تھا اور لوہے کا ایک شخص نکلتا تھا جس کے ہاتھ میں ایک نشان ہوتا تھا جس سے نشانے کیطرف اشارہ کرتا تھا اور نشانہ درست ہونے کی خبر دیتا تھا۔

اور فوجی اپنا ہیٹ اٹھا کر ظاہر ہوتا تھا اور ٹھیک نشانہ کرنیوالے کو سلام کرتا تھا گویا وہ اسے اس کی کامیابی پر مبارکباد دیتا تھا۔

اور جب لوگ نشانہ غلط کرتے تو کچھ نہیں ہوتا تھا اور توپ نہیں چھوٹتی تھی اور فوجی اپنی جگہ سے نہیں ہلتا تھا، اور نادر بات یہ تھی کہ میں ہمیشہ دوسری بار میں پیسے کو ٹھیک نشانہ لگا لیتا تھا اور جب توپ چھوٹتی تو بہت خوش ہوتا تھا۔

اور کچھ مہینوں بعد میں بڑی بندوق استعمال کرنے کے قابل ہو گیا لہٰذا میں شکار میں نکلتا، ہرن اور بطخ اور قسم قسم کے پرندے شکار کرتا تھا۔

اور میں نے استاذ سے سنا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تیراندازی پر بہت ابھارا ہے اور آپؐ تیراندازی میں حصہ لیتے تھے اور آپؐ نے فرمایا کہ اے اسماعیل کے بیٹو! تیراندازی کرو کیوں کہ تمہارے باپ تیرانداز تھے۔ اور فرمایا کہ سنو "طاقت تیراندازی ہے۔

چنانچہ میں بہت خوش ہوا اور مان لیا کہ میرا کام بیہودہ نہیں تھا، اور میں نے اپنا وقت برباد نہیں کیا۔

حَلّ لُغَات

اَلرِّمَایَۃُ: تیراندازی۔ باب ضرب۔ یَمَامٌ: جنگلی کبوتر۔ یَلِغُ۔ واحد مذکر غائب فعل مضارع، وہ منہ ڈالتا ہے۔ مِحَفَّۃٌ: ڈبہ۔ اُصِیْبَ۔ واحد مذکر غائب ماضی مجہول: ٹھیک نشانہ لگا دیا گیا۔ سَاعِدٌ: کلائی۔ ج سَوَاعِدُ۔ صَفِیْحَۃٌ: پلیٹ ج صَفَائِحُ۔ فَلْسٌ: پیسہ۔ ج فُلُوْسٌ، اَفْلُسٌ۔ جِرَابٌ۔ ج اَجْرِبَۃٌ وجُرُبٌ۔ یَشْحَنُ۔ واحد مذکر غائب۔ باب فتح: بھرتا ہے۔ قِرْطَاسٌ: کاغذ ج قَرَاطِیْسُ۔ رَسْمٌ: نشان، تصویر، فوٹو، نقشہ۔ ج رُسُوْمٌ۔ قُبَّعَۃٌ: ہیٹ مَشَاشٌ: چمڑا۔ مِدْفَعٌ: توپ۔ ج مَدَافِعُ۔ ھَدَفٌ: نشانہ، مقصد، غرض

ج اَھْدَافٌ۔ اِنْطَلَقَ۔ واحد مذکر غائب فعل ماضی، باب انفعال: چھوٹا، چلا۔ مُنَاضَلَۃٌ۔ مصدر۔ باب مفاعلت، مقابلہ کرنا، آپس میں تیراندازی کرنا۔

---

(۱) اَلْجَمَلُ

(اونٹ)

اونٹ کو دیکھو کیسے پیدا کیا گیا ہے، تم دیکھو گے کہ پیدائش میں اس کی کوئی نظیر نہیں ہے، کیونکہ اونٹ پالتو جانوروں میں بدن میں سب سے بڑا اور پنڈلی میں سب سے لمبا ہے، اور اسی لئے اس کی گردن لمبی ہے تاکہ زمین سے بغیر بیٹھے گھاس چر سکے اور اس کا سر چھوٹا ہے تاکہ اس کی گردن پر اٹھانا ہلکا ہو، اور اس کے پاؤں میں ٹاپیں ہوتی ہیں تاکہ بیابان کی ریتوں میں اس کو دھنسنے سے روکیں جس میں وہ زیادہ تر چلتا ہے اور اس کی پیٹھ پر کوہان ہوتی ہے جو پوری چربی ہوتی ہے اور اس پر کجاوہ رکھا جاتا ہے اور اس کی دونوں آنکھیں سیاہ، چوڑی ہوتی ہیں جو اس کے صبر و سکون کو ظاہر کرتی ہیں اور اس کے پیٹ کے درمیان میں ایک موٹا گھٹہ ہوتا ہے جس کا نام کلکل ہوتا ہے، اس پر ٹیک لگاتا ہے جب بیٹھتا ہے اور اس کے پاؤں میں کچھ زمین پر پڑنے میں جیسے ٹکڑے ہوتے ہیں

اور اونٹ کا پیٹ اپنی ترکیب میں عجیب ہوتا ہے کیوں کہ وہ بہت سی انتڑیوں کو شامل ہوتا ہے جس میں غذا کی ایک بڑی مقدار ڈھیر کر لیتا ہے یہاں تک کہ جب بھوکا ہوتا ہے اور کوئی کھانا نہیں پاتا تو اپنی انتڑی سے ایک جگالی نکالتا ہے اور جگالی کرتا ہے اسی لئے اس کا نام حیوان مجتر رکھا جاتا ہے اور جب جو اس کے معدے میں خالی ہو جاتا ہے تو اس کی کوہان کی چربی دھیرے دھیرے پگھلنے لگتی ہے تاکہ اس کی غذا بنے اور اسے لمبی مدت کے لئے کفایت کرے۔

اور اونٹ کے شکم میں بہت سے مشکیزے ہوتے ہیں جو پانی سے بھر

جاتے ہیں جس وقت پانی پیتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ کسی چٹیل جگہ میں جس میں پانی نہ ہو پیاسا ہوتا ہے تو جو اس نے ذخیرہ کیا ہے اس کو ایک لمبے زمانے تک پانی پینے سے بے نیاز رکھتا ہے۔

حَلّ لغات

دَاجِنٌ: پالتو۔ ج دَوَاجِن۔ رَقَبَۃٌ: گردن۔ سَوْخٌ۔ مصدر: دھنس جانا سَنَامٌ: کوہان۔ ج اَسْنِمَۃٌ۔ تَشِفَّانِ: صاف شفاف ہوتی ہیں۔ کَرِشٌ: آنتیں واحد کرِشٌ۔ جِرَّۃٌ: نوالہ، جگالی۔ اَزْقَاق: مشکیزے۔ واحد زِقٌّ۔

---

(۲) الجَمَلُ

(اونٹ)

دنیا کی بہت سی سمتوں میں سوکھے بیابان ہیں جن میں کوئی جانور اور پودا نہیں اس کی زمین سوکھی رہتیں ہیں۔

تم ان میں پانی کی ایک بوند نہیں دیکھو گے، اس میں لوگ مجبورًا چلتے ہیں اور اپنا توشہ یعنی پانی اور کھانا اونٹوں کی پیٹھ پر لاد لیتے ہیں اور ان چٹیل میدانو میں مل کر سفر کرتے ہیں اور ان کے اونٹ قطار کے مانند ایک کے پیچھے ایک ہوتے ہیں اور وہ انھیں لے کر اطمینان وسکون سے چلتے ہیں، زیادہ تر راہ میں بھوک اور پیاس برداشت کرتے ہیں کیوں کہ اس نے اپنی خوراک اپنے پیٹ میں سفر کرنے سے پہلے ذخیرہ کر لیا ہے اور اس سے بڑھ کر تجارت کے سامانوں کا بڑا بوجھ لادتے ہیں جس سے وہ نہ چلاتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں تو تم اونٹ کو دیکھو گے جیسے ایسی کشتی ہے جو ریتوں کو چیرتا ہے اور اسلئے اسکا نام بیابانی کشتی رکھا گیا ہے۔

اور اگر مسافر بیابان میں راستہ بھٹک جائیں تو ان کی زندگی دوبھر ہو جاتی ہے اس ڈر سے کہ ان کا توشہ صرف ہو جائیگا اور بھوک پیاس سے مر جائیں گے لیکن اونٹ کبھی انھیں ان خطروں سے نکال دیتا ہے کیونکہ وہ دور سے پانی سونگھ لیتا ہے اور اس کی طرف انوکھی تیزی سے چل پڑتا ہے تاکہ اس کا مالک سیراب ہو جا۔

اور اونٹ بڑا فرمانبردار، نرم طبیعت ہے، صبر کے ساتھ بھاری تکلیف برداشت کرتا ہے لیکن بھڑک جاتا ہے جب تکلیف بہت زیادہ ہو جائے اور انتقام لیتا ہے جس نے اسے تکلیف پہنچائی اور اسے چھوڑتا نہیں مگر یہ کہ اپنا انتقام لیتا ہے اور اسے ہلاک کر دیتا ہے۔

اور جب اونٹ مضبوط ہو جاتا تو اس کا حملہ سخت ہو جاتا ہے اور کھانا چھوڑ دیتا ہے جب تک اس کے منہ میں رکھا نہ جائے اور لوگ اس کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ روزہ دار ہے اور اس حالت میں وہ اپنے منھ سے جھاگ نکالتا ہے اور غصہ سے بلبلاتا ہے۔

حَلّ لغات

عِدَّۃ: چند، کچھ۔ صَحَارِیْ: بیابان۔ واحد صحراء۔ قَاحِلَۃٌ: سوکھی زمین۔ مَؤُنَۃٌ: بوجھ، خوراک۔ مؤنث۔ رَحِیْل: سفر پر روانہ ہونا، سفر کرنا۔ مَتَاجِرُ: تجارت کے سامان۔ واحد متجرٌ۔ لَا تَئِنّ: آہ نہیں بھرتا۔ قَلَق: بےچینی بیقراری۔ ثَارَ۔ واحد مذکر غائب فعل ماضی باب نصر: انتقام لیا۔ شَقْشَقَۃٌ: جھاگ یُشَقْشِقُ: جھاگ نکالتا ہے، بلبلاتا ہے۔

اَنَا هٰهُنَا فَاعْرِفُوْنِیْ

(میں یہاں ہوں مجھے پہچانو)

میری جائے پیدائش اور وطن وہی ہے جس کا نام تم سمندر رکھتے ہو، میں

ایک بڑی ماں کا بیٹا ہوں جو ہزاروں میل کی مسافت پہ پھیلی ہوئی ہے۔ اور لوگ کہتے ہیں کہ میری ماں خشکی کی امت سے بڑی ہے اور ہم نے تین چوتھائی کرۂ ارض کو بھر رکھا ہے اور اس میں سے خشک چوتھائی کے برابر ہے۔

میں اپنے وطن سے دو ماہ پہلے جدا ہوا، جب گرمی میں تپش شدید ہوئی تو بھاپ بنا اور سمندر سے جدا ہوا اور ہوائیں پہاڑوں کی طرف لے گئیں اور وہی وہ بادل ہے جو آسمان و زمین کے درمیان پابند ہے اور جب اس کے پاس اللہ کا حکم آیا تو یہ بھاپ حرارت سے تبدیل ہوئی اور آسمان سے بوند، بوند زمین پر برسی اور لوگوں نے کہا بارش 'بارش'، اور میں یہاں ہوں مجھے پہچانو۔

شاید تم نے آگ پر ہانڈی دیکھی ہے جس میں پانی ہو اور ہانڈی جوش کھاتی ہے تو اس سے دھواں جیسا اٹھتا ہے اور وہی بھاپ ہے؛ اور میں یہاں ہوں مجھے پہچانو۔

اور جب بارش ہوتی ہے اور میرے قطرے سردی سے جم جاتے ہیں اور زمین پر شیشے کے مانند گرتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں 'اولہ' اولہ، اور میں یہاں ہوں مجھے پہچانو۔

اور میں کبھی پہاڑوں میں سفید روئی کے مانند گرتا ہوں اور دھوپ میں چاندی کے مانند چمکتا ہوں تو ایک خوبصورت منظر ہوتا ہے اور لوگ کہتے ہیں پالا پالا، اور میں یہاں ہوں مجھے پہچانو۔

اور جب میں پہاڑوں سے زمین کی طرف اترتا ہوں اور مجھ سے چٹانیں یا پتھر ٹکراتے ہیں تو آبشار بنتا ہے جس کی خوفناک آواز اور خوبصورت منظر ہوتا ہے اور میں یہاں ہوں مجھے پہچانو۔

اور جب کچھ آبشار ملتے ہیں جو پہاڑوں سے نکلتے ہیں تو میں دریا ہو جاتا ہوں جو اپنے آغاز میں چھوٹا ہوتا ہے، پھر چوڑا اور گہرا ہوتا ہے اور لوگ کہتے ہیں دریائے سندھ، دریائے دجلہ و فرات و نیل اور میں یہاں ہوں مجھے پہچانو!

اور شاید تم نے سویرے جاڑے کے دنوں میں دھواں جیسا دیکھا ہوگا، جس کا نام لوگ کہرا رکھتے ہیں، اور میں یہاں ہوں مجھے پہچانو!

اور شاید تم نے درختوں کے پتوں پر اور گھاس اور پھولوں پر جاڑے کے دنوں میں قطرے دیکھے ہوں گے جسے لوگ پھوار اور شبنم کا نام دیتے ہیں، اور میں یہاں ہوں مجھے پہچانو!

اور کبھی میں کارخانوں میں کاریگری سے جم جاتا ہوں اور لوگ گرمی کے زمانے میں میرے حریص ہوتے ہیں اور بغیر اس کچے برف کے پانی نہیں پیتے اور اسی سے سیراب ہوتے ہیں اور میں یہاں ہوں مجھے پہچانو!

حَلّ لغات

تَكَوَّنَ - واحد مذکر غائب ماضی باب تفعل: بنا، وجود میں آیا۔ لُجَيْنٌ: چاندی۔ مُسَخَّرٌ اسم مفعول۔ باب تفعیل: تابعدار بنایا ہوا، پابند کیا ہوا۔ زُجَاجٌ: شیشہ۔ بَرَدٌ: اولہ، جَلِيْدٌ: پالا۔ شَلَّال: آبشار۔ دُخَانٌ: دھواں۔ ضَبَابٌ: کہرہ۔ عُشْبٌ: گھاس۔ مَصْنَعٌ: کارخانہ، فیکٹری۔ ج مَصَانِع۔

سَفِيْنَةٌ عَلَى الْبَرِّ

(خشکی پر ناؤ)

کیا تم نے ایسی کشتی سنی ہے جو خشکی پر چلتی ہے؟ اور کیا تم مانو گے اگر کوئی تمہیں اس کی خبر دے گا؟

میں خیال کرتا ہوں کہ تم کہو گے اور تمہیں حق ہے کہ ہم نے ایسا اپنے اگلے باپ دادا کے زمانے میں کبھی نہیں سنا لیکن محمد ثانی آل عثمان فاتح قسطنطنیہ نے ستر کشتی خشکی پر چلایا۔

تم جانتے ہو یہ کیسے ہوا؟

جو بنے عظیم قسطنطنیہ پر چھ بار حملہ کیا اور اسے فتح نہیں کر سکے اور اللہ نے مقدر کیا تھا کہ یہ عظیم فتح آل عثمان کے ایک مسلم نوجوان کے ہاتھ سے ہو، وہ اپنی عمر کے چوبیسویں سال میں تھے۔ اور یہ اللہ کا فضل ہے جسے وہ چاہتا ہے دیتا ہے۔

محمد قسطنطنیہ کیطرف روانہ ہوئے اور اس کے لئے بڑی تیاری کی کیوں کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ تم سے جس قدر ہو سکے ان (دشمنوں) کے لئے قوت تیار کرو۔ چنانچہ ان کی قیادت میں تین لاکھ جنگ جو تھے اور ان کے ساتھ ایک زبردست توپ خانہ تھا، اس میں ایک توپ ایسی تھی جس سے بھاری توپ یورپ میں نہیں پائی جاتی تھی۔ اس کو انھوں نے اس لئے فراہم کیا تھا، اور اس کی مار کا فاصلہ ایک میل سے زیادہ تھا، اور ان کا سمندری بیڑا سو جنگی جہازوں سے بنا ہوا تھا۔

اور محمد نے دیکھا کہ دشمن نے خلیج قرن الذہب کو جو قسطنطنیہ میں داخل ہونے کا راستہ ہے زنجیروں سے جکڑ دیا ہے، پھر وہ اپنے بیڑوں سے اس کو کیسے پار کرتے؟

اور محمد نے سوچا اور بے بس و مایوس نہیں ہوئے اور ایک تدبیر پا لیا۔

انھوں نے خیال کیا کہ قاسم پاشا کی سمت سے قسطنطنیہ کیطرف پار کرنا ممکن ہے لیکن یہ سمت ان کی کشتیوں سے دور ہے، اور اس سمت سے کون انھیں اس سمت لیجائے گا، اور راستہ دراز ہے؟

محمد نے سوچا اور بے بس و مایوس نہیں ہوئے اور ایک تدبیر پا لیا، لکڑیوں کو چربی سے ملا اور جب چکنی ہو گئیں تو ان پر کشتیوں کو پھسلا دیا اور وہ ستر کشتیاں تھیں۔

اور اہل قسطنطنیہ خوفزدہ نہیں ہوئے مگر جبکہ کشتیاں قسطنطنیہ کے ساحل پر لنگر انداز ہو گئیں اور ان کے ہوش اڑ گئے۔

اور محمد نے بازنطینی حکومت کی راجدھانی قسطنطنیہ کو لے لیا۔ اور عیسائیت

کا مضبوط دارالحکومت ایک جوان سال قائد کے سامنے مغلوب ہو گیا۔

پھر یہ بڑا شہر اور ترکی ۸۵۷ھ سے جس دن کہ محمد نے اسے فتح کیا لوگوں کے اس دن تک مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔

اور اللہ ہی کا حکم ہے پہلے اور بعد میں۔

حلّ لغات

أَعِدُّوا: جمع مذکر حاضر فعل امر، باب افعال سے، تیار کرو، فراہم کرو۔ مُقَاتِلٌ: جنگجو، لڑاکو۔ مَدْفَعِيَّة: توپ خانہ۔ أُورُبَّا: یورپ۔ أَضْخَمُ: بھاری، بڑا۔ مَرْمَى: مار کرنے کی جگہ اور فاصلہ۔ أُسْطُول: سمندری بیڑا۔ ج أَسَاطِيل۔ سَلْسَلَ: جکڑ دیا، زنجیر لگا دیا۔ حِيلَةٌ: تدبیر۔ ج حِيَلٌ۔ أَخْشَابٌ: لکڑیاں۔ واحد خَشَبٌ۔ شَحْمٌ: چربی۔ ج شُحُوم۔ أَمْلَسَ: پھسلا دیا۔ أَرْسَتْ: لنگر انداز ہوئیں۔ باب افعال سے۔ عَاصِمَة: راجدھانی۔ ج عَوَاصِم۔ مَنِيعَة: مضبوط۔

---

(۱) اَلْخَلِيفَةُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ

(خلیفہ عمر بن عبد العزیز رح)

عمر بن عبد العزیز ۶۱ھ میں پیدا ہوئے اور انکی ماں عاصم بنت عاصم بن عمر بن خطاب تھیں۔ انھوں نے قرآن یاد کر لیا جبکہ وہ کمسن تھے اور ان کے والد نے انھیں مدینہ میں ادب سیکھنے کیلئے بھیجا، اور وہ عبداللہ بن عمر کے پاس ان سے اپنے والدہ کے رشتے کیوجہ سے بہت زیادہ جایا کرتے تھے پھر اپنی ماں کے پاس واپس آتے تھے، اور کہتے تھے۔ ماں! میں پسند کرتا ہوں کہ اپنے ماموں جیسا ہو جاؤں۔

اور عمر بن عبد العزیز اپنی جوانی میں ناز و نعمت کے پروردہ تھے۔ وہ خوشبو

بہت لگاتے تھے، یہاں تک کہ ان کی خوشبو ہر اس جگہ پائی جاتی تھی جہاں سے وہ گذرتے تھے

اور ایک ایسی چال چلتے تھے جس کا نام عمریہ رکھا جاتا تھا اور چھوکریاں اس کے حسن کی وجہ سے اسے سیکھتی تھیں اور وہ برابر اس ناز و نعمت میں رہے، یہاں تک کہ خلافت کے والی ہوئے۔ پھر دنیا سے بیزار ہو گئے اور اسے چھوڑ دیا۔

وہ اپنے شباب اور اپنی مدینہ کی ولایت کے زمانہ میں علماء کی بہت تعظیم کرتے تھے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد کا بیحد احترام کرتے تھے اور فرمانبردار و دیندار تھے اور سلیمان بن عبدالملک نے انھیں خلافت کا ولیعہد بنایا اور عمر نہیں جانتے تھے اور جب علم ہوا تو پریشان ہو گئے

اور کہا کہ بخدا اس چیز کے لئے میں نے اللہ سے کبھی سوال نہیں کیا اور سواریوں کے مہتمم نے ان کے پاس خلیفہ کی سواری پیش کی تو انکار کر دیا اور فرمایا کہ میرا خچر لاؤ اور سواریاں اور خیمے اور بستر اور تیل اور خلیفہ کے خاص لباس مسلمانوں کے بیت المال کو واپس کر دیئے۔

اور تین روز کے بعد لوگوں کیلئے بیٹھے اور انھیں شریعت پر آمادہ کیا، ظلم سے حاصل ہوئی چیزوں کو واپس کیا اور کتاب و سنت کو زندہ کیا اور انصاف کے ساتھ فرمانروائی کی اور دنیا سے بیزار ہو گئے اور قیام سے روک دیا اور سلام میں پہل کی اور دنیا چھوڑ دیا اور رنگ برنگ کے کھانے چھوڑ دیئے اور خدمت لینا چھوڑ دیا۔

ان کے پاس ایک رات کچھ لوگ تھے، وہ اٹھ کر چراغ کیطرف گئے اور اسے درست کیا۔ ان سے کہا گیا۔ امیرالمومنین! ہم آپ کو کفایت کرتے۔ انھوں نے فرمایا اس نے مجھ کو کوئی نقصان نہیں پہونچایا، میں اٹھا تو عمر بن عبدالعزیز تھا، اور واپس ہوا تو بھی عمر بن عبدالعزیز ہوں۔

اور ایک روز مال غنیمت سے عنبر لایا گیا تو اسے اپنے ہاتھ میں لیا اور اسے پوچھا پھر اس کے متعلق حکم دیا اور اسے اٹھایا گیا تاکہ بیچا جائے، پھر اپنا ہاتھ اپنے

منہ پر پھیرا تو اس کی خوشبو پائی، لہٰذا پانی طلب کیا اور وضو کر لیا اور ان کا ایک غلام تھا جو ان کے پاس گرم پانی کا برتن لایا کرتا تھا جس سے وضو کرتے تھے۔ ایک روز لوگوں نے فرمایا۔ کیا تم پانی مسلمانوں کے باورچی خانے میں گرم کرتے ہو؟

اس نے جواب دیا، ہاں۔ کہا کہ تم نے اسے ہمارے لئے فاسد کر دیا۔ پھر اُن دنوں کو شمار کیا اور باورچی خانے میں ایندھن داخل کر دیا۔ اور ایک روز جمعہ میں کچھ دیر کی اور اس کے بارے میں اعتراض کیا گیا تو فرمایا کہ میں اپنے کرتے کے جسے دھو دیا تھا سوکھنے کا انتظار کرنے لگا۔

ازہر نے کہا کہ، میں نے عمر بن عبدالعزیز کو خطبہ دیتے دیکھا اور ان پر پیوند لگا کرتا تھا۔

حلّ لغات

وُلِدَ۔ واحد مذکر غائب، ماضی مجہول، باب ضرب: پیدا ہوئے۔ خَالٌ: ماموں۔ ج اَخوالٌ مِشْیَۃٌ: ایک خاص چال۔ عَھِدَ الیٰ: ذمہ دار بنایا، سپرد کیا، ولیعہد بنایا۔ فَیْءٌ: مالِ غنیمت جو کافروں سے بغیر جنگ حاصل ہو۔ ج اَفیاء۔ مَظَالم۔ واحد مظلمۃٌ: ظلم، زیادتی۔ یُسَخِّنُ۔ واحد مذکر غائب باب تفعیل: گرم کرتا ہے۔ مَرْقُوعٌ۔ اسم مفعول: پیوند لگا ہوا۔

---

(۲) اَلْخَلِیفَۃُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالعَزِیز رح

(خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رح)

عمر نے جب سے والی ہوئے نہ کوئی نیا جانور لیا اور نہ نئی عورت اور نہ کنیز، یہاں تک کہ اللہ سے جا ملے۔ اور جب سے خلافت کے والی ہوئے ہنستے نہیں دیکھے گئے، یہاں تک کہ اللہ سے ملاقات کی

ان کے پاس اردن سے تازہ کھجور کی دو ٹوکریاں آئیں تو پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا اردن کی کھجوریں۔ انھوں نے کہا کس چیز پر لائی گئیں ہیں؟

لوگوں نے کہا کہ ڈاک کے گھوڑوں پر۔ انھوں نے کہا کہ اللہ نے مجھے ڈاک کے گھوڑوں کا مسلمانوں سے زیادہ اہل نہیں بنایا ہے۔ دونوں نکالو اور فروخت کردو اور دونوں کی قیمت ڈاک کے گھوڑوں کے چارے میں لگادو، دونوں ٹوکریوں کو ان کے بھتیجے نے بازار سے خریدا اور ان میں سے ایک ان کو ہدیہ کیا، انھوں نے کھایا اور فرمایا اسے کھانا جائز ہوا۔

اور ایک رات اپنی بیٹیوں کے پاس گئے، تو انھوں نے اپنے ہاتھ اپنے منھ پر رکھ لئے، انھوں نے دایہ سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا ان کے پاس شام کو کھانے کے لئے صرف مسور اور پیاز ہے، اس لئے انھوں نے ناپسند کیا کہ آپ ان کے منہ سے اس کو سونگھیں۔ تو عمر رونے لگے۔ پھر ان سے کہا۔ میری بیٹیو! تمہیں کیا فائدہ ہوگا کہ شام کا کھانا رنگ برنگ کا کھاؤ اور تمہارے باپ کو جہنم کی طرف پہونچا دیا جائے تو وہ رونے لگیں یہاں تک کہ ان کی آوازیں بلند ہو گئیں۔

اور عمر نے اپنی بیوی کے زیورات بیت المال میں رکھ دیئے اور اپنے کھیتوں کو اس حالت پر لوٹا دیا جس حالت پر وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھے۔

اور جب عوام کی ضروریات میں ہوتے تھے تو شمع پر لکھتے تھے اور جب اپنی ذاتی ضرورت پر آتے تو اپنا چراغ منگا لیتے تھے۔

عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کو مالدار بنا دیا یہاں تک کہ مسلمانوں کے شہروں میں کوئی فقیر نہیں پایا جاتا تھا اور نہ کوئی ایسا تھا جو صدقہ لے، اور آج کا کام کل پر نہیں ٹالتے تھے اور تھکتے نہیں تھے۔ اور ان کے بعض دوستوں نے کہا کہ امیر المؤمنین کاش آپ سوار ہوتے اور سیر کرتے۔ فرمایا کہ آج کا کام پورا کون کرے گا؟ اس نے کہا کل پورا کرلیں گے۔ فرمایا کہ ایک دن کا کام بوجھ ہے تو کیا ہوگا جب دو دن کا کام یکجا ہو جائیگا؟

عمر بن عبدالعزیز سنہ ۱۰۱ھ میں انتقال کئے۔

حَلُّ لُغَاتُ

لَمْ يَخْلُقْ: نیا نہیں بنایا۔ سَلَّتَا: دو ٹوکریاں۔ واحد سَلَّةٌ۔ ج سِلَالٌ۔ رُطَبٌ: تازہ کھجور۔ ج اَرْطَابٌ، رِطَابٌ۔ حَاضِنَةٌ: دایہ۔ ج حَوَاضِنُ۔ عَدَسٌ: مسور کی دال۔ بَصَلٌ: پیاز۔ تَشُمَّ۔ واحد مذکر حاضر باب نصر: آپ سونگھیں —— لَا يُؤَخِّرُ: نہیں ٹالتے۔

فِی بَیْتِ اَبُو اَیُّوبَ الْاَنْصَارِیؓ

(ابو ایوب انصاریؓ کے مکان میں)

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرے مکان میں میرے مہمان ہوئے تو نیچے اترے اور میں اور ام ایوب اوپر تھے۔ میں نے آپؐ سے کہا۔ اے اللہ کے نبیؐ میرے باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں بیشک میں ناپسند کرتا ہوں اور سخت سمجھتا ہوں کہ میں آپؐ سے اوپر رہوں اور آپؐ میرے نیچے رہیں۔ اس لئے آپ چڑھ جائیے اور اوپر رہئے اور ہم اتر جائیں اور نیچے رہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہمارے لئے اور جو ہمارے پاس آتے ہیں اُن کیلئے زیادہ اچھا ہے کہ ہم نیچے کے مکان میں رہیں۔

ابو ایوب نے کہا، تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نیچے رہے اور ہم مکان میں آپؐ سے اوپر تھے اور ہمارا ایک مٹکا ٹوٹ گیا جس میں پانی تھا تو میں اور ام ایوب چادر کے ساتھ اٹھے اور ہمارے پاس اس کے سوا کوئی لحاف نہیں تھا ہم اس ڈر سے پانی سُو کھلانے لگے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اس کا کوئی قطرہ نہ ٹپک جائے اور آپ کو تکلیف پہنچ جائے۔

کہا کہ ہم آپؐ کے لئے شام کا کھانا تیار کرتے تھے پھر آپ کے پاس بھیجتے تھے اور جب آپ ہمیں اپنا بچا ہوا کھانا واپس کرتے تھے تو میں اور ام ایوب آپ کے ہاتھ کی جگہ کا قصد کرتے تھے اور اس سے برکت چاہتے تھے یہاں تک کہ ایک روز میں نے آپ کو کھانا بھیجا اور ہم نے اس میں پیاز یا لہسن ڈال دیا تھا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھانا واپس کیا اور میں نے اس میں آپ کے ہاتھ کا کوئی نشان نہیں دیکھا۔ ابو ایوب نے کہا میں پریشان ہو کر آیا اور کہا اللہ کے رسول! میرے باپ اور ماں آپ پر قربان ہوں۔ آپ نے اپنا کھانا واپس کر دیا اور اس میں میں نے آپ کے ہاتھ کا نشان نہیں دیکھا۔ اور آپ جب کھانا واپس کرتے تھے تو میں اور ام ایوب آپ کے ہاتھ کی جگہ کا قصد کرتے تھے، ہم اس سے برکت چاہتے تھے۔

آپؐ نے فرمایا کہ میں نے اس میں اس درخت کی بو پائی، اور میں ایسا شخص ہوں کہ مناجات کرتا ہوں، لیکن تم تو تم کھالو۔

ابو ایوب نے کہا کہ پھر اسے ہم نے کھایا اور اس کے بعد آپ کے لئے یہ درخت نہیں تیار کیا۔

حلّ لغات

نَزَلَ: اترے، مہمان ہوئے، فروکش ہوئے۔ باب نصر۔ اَسْفَلُ: نیچے۔ عُلُوٌّ: اوپر
اُعْظِمُ: میں اہم سمجھتا ہوں۔ اَرْفَقُ: زیادہ ٹھیک۔ جُبٌّ: بڑا مٹکا، مٹلہ۔ ج جباب،
اَجْبَابٌ۔ قَطِيفَةٌ: چادر۔ ج قطائف، قطف۔ لِحَافٌ: لحاف، رضائی
ج لُحُفٌ۔ فَضْلٌ: باقی ماندہ، جھوٹا، چھوڑا ہوا۔ ثُوْمٌ: لہسن۔
بَصَلٌ: پیاز۔

اَلْاِمَامُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ

(امام مالک بن انس)

امام مالک بن انس ۹۳ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور زہری اور نافع مولی بن عمر سے حدیث سنی اور ربیعۃ الرای سے علم حاصل کیا۔ اور کہا کم لوگ ایسے ہیں جس سے میں نے علم حاصل کیا ہے جو انتقال نہیں کئے مگر میرے پاس آکے اور مجھ سے فتویٰ حاصل کئے۔

اور ان کی علم میں ایک اہم شان تھی۔ لوگ ان کے پاس اطراف سے سفر کر کے آتے تھے اور ان کے دروازے پر حدیث اور فقہ حاصل کرنے کے لئے بادشاہوں کے دروازوں پر اپنی بھیڑ جیسی بھیڑ لگاتے تھے اور لوگ ان سے روایت پر فخر کرتے تھے۔ یہ ان کے زمانے میں بہت بڑا شرف تھا۔ جب کوئی حَدَّثَنَا مَالِكٌ کہتا تھا تو لوگ اپنی نظریں اٹھا لیتے تھے۔

انھیں پر فقہ و فتویٰ کی انتہا رتھی۔ ابن وہب نے کہا میں نے ایک شخص کو مدینے میں اعلان کرتے سنا کہ سن لو! مالک بن انس کے سوا کوئی فتویٰ نہیں دے سکتا۔ اور عام مثل ہے کہ" مالک کے رہتے ہوئے مدینہ میں فتویٰ نہ دیا جائے"۔

اور بڑے با ادب اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا بیحد احترام کرتے تھے، جب حدیث بیان کرنے کا ارادہ کرتے تو غسل کرتے اور خوشبو لگاتے تھے اور نیا لباس پہنتے تھے اور دستار باندھتے تھے اور خود شکنی اور خاکساری اور وقار کے ساتھ بیٹھتے تھے۔ اور ابتدا سے عود کی دھونی کرتے تھے اور وہ دھونی ان کی فراغت تک برابر رہتی تھی۔ ان سے اس سلسلے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی تعظیم کرنا پسند کرتا ہوں اور اسے نہیں بیان کرتا ہوں مگر پاک رہ کر۔ اور راستے میں

سعی: بی۔ ڈی۔ ٹف، ارشاد علی (قیدی) بلرام پوری
9737828156-8874347577

حدیث بیان کرنا پسند نہیں کرتے تھے یا جلد بازی میں اور فرماتے تھے میں چاہتا ہوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جو حدیث بیان کروں اسے خود سمجھوں۔

اور عبد اللہ بن مبارک نے کہا کہ میں مالک کے پاس تھا اور وہ ہم سے حدیث بیان کر رہے تھے اور انھیں بچھو نے ۱۶ بار ڈنک مارا، امام مالک کا رنگ بدل جاتا تھا اور حدیث بند نہیں کرتے تھے اور جب لوگ چلے گئے تو فرمایا کہ میں نے حدیث کے احترام کی وجہ سے صبر کیا۔

اور کمزوری اور بڑھاپے کے باوجود مدینہ میں سواری نہیں کرتے تھے کہ میں اس شہر میں سوار نہیں ہوں گا جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جسد مبارک مدفون ہے۔

اور ان کی مجلس وقار و بردباری کی مجلس ہوتی تھی اور وہ بارعب اور شریف شخص تھے، ان کی مجلس میں لڑائی اور شور نہیں ہوتا تھا اور نہ بلند آواز اور پردیسی ان سے حدیث پوچھتے تھے تو حدیث کے بعد حدیث میں جواب دیتے تھے۔

ہارون رشید نے مالک سے درخواست کی کہ وہ آئیں (لیکن) انھوں نے انکار کر دیا تو ہارون مالک کے پاس آیا۔ وہ اپنے مکان میں تھے اور اس کے ساتھ اس کے بیٹے تھے اور درخواست کی کہ ان کے سامنے حدیث پڑھ کر سنائیں انھوں نے فرمایا کہ ایک زمانے سے میں نے پڑھ کر نہیں سنایا ہے بلکہ مجھے پڑھ کر سنایا جاتا ہے۔ ہارون نے کہا لوگوں کو نکال دیجئے تاکہ میں آپ کے سامنے پڑھوں، تو انھوں نے کہا کہ جب بعض خاص کے لئے عام لوگوں کو روک دیا جائے گا تو خاص لوگ فائدہ نہیں اٹھا پائیں گے۔

اور امام مالک امیر المومنین منصور کے پاس گئے اور وہ اپنے بستر پر تھا کہ ایک بچہ آیا جو آتا اور واپس جاتا تھا، تو اس نے مجھ سے کہا جانتے ہو یہ کون ہے؟ میں نے کہا نہیں! اس نے کہا میرا بیٹا ہے۔ آپ کی ہیبت سے پریشان ہے۔

اور ۱۴۶ھ میں مالک کو ساٹھ کوڑے اس فتوے کی وجہ سے مارے گئے جو بادشاہ کے مقصد کے موافق نہیں تھا۔ چنانچہ وہ غصہ ہو گیا اور انھیں طلب کیا اور ان سے کپڑے اتروائے اور انھیں کوڑوں سے مارا اور ان کا ہاتھ کھینچ گیا یہاں تک کہ ان کا شانہ اکھڑ گیا اور اس مار کے بعد وہ برابر رفعت و بلندی میں رہے گویا یہ کوڑے زیور تھے جس سے انھیں آراستہ کر دیا گیا۔

اور ان کی کتاب موطا حدیث کی کتابوں میں ہے اور ان کتابوں میں جو اسلام میں مقبول ہیں۔ اللہ تمہیں اس کے پڑھنے کی اور اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔ اور یہ ان شاء اللہ چند سالوں میں ہوگا جب تم علم میں آگے بڑھو گے۔

مالک کا انتقال ۱۷۹ھ میں ہوا۔

حَلّ لغات

اَمْثَال، ضرب المثل۔ واحد مَثَلٌ۔ يَسْتَفْتِيْنِيْ: مجھ سے فتویٰ پوچھتا ہے۔ تَعَمَّمَ: عمامہ باندھا۔ واحد مذکر غائب ماضی باب تفعل۔ لَدَغَتْ: ڈس لیا، ڈنک مارا۔ عَقْرَبٌ: بچھو۔ ج عَقَارِب۔ مَهِيْب: رعب دار۔ نَبِيْل: شریف۔ ج نُبَلَاء۔ اَلْمِرَاء: مصدر باب مفاعلت، لڑائی، تکرار۔ لَغَطٌ: شور۔ سَوْطٌ: کوڑا۔ ج سِيَاط۔ اِنْخَلَعَتْ: واحد مؤنث غائب ماضی باب انفعال: اکھڑ گیا۔

القَاطِرَةُ (۱)

ریلوے انجن

رشید اپنے والد سعید کے ساتھ اپنے بھائی محمود کا استقبال کرنے گیا اور وہ دیوبند سے عید اضحیٰ کی چھٹی میں آرہا تھا۔

ٹرین لیٹ تھی لہٰذا سعید اسٹیشن پر پھرنے اور رشید سے گاڑی اور اسٹیشن

کے انتظام کے متعلق بات کرنے لگا اور اس کے ساتھ دوسرے پلیٹ فارم پر چلا گیا۔

وہاں ایک ٹرین کھڑی تھی جس کا انجن سیٹی دے رہا تھا اور اس سے گاڑھی بھاپ اوپر نکل رہی تھی۔

رشید نے کہا۔ والد آج مجھے انجن کے متعلق بتایئے کیسے گاڑی کھینچتا ہے اور کیسے رفتار میں تیز ہوتا ہے؟

سعید نے کہا۔ تم نے ایک جانکار سے اس کے متعلق سوال کیا کیونکہ میں ٹرین میں ملازم تھا۔ اور تمہیں تفصیل سے بتاؤں گا۔ لہٰذا تم میرے پہلو میں اس انجن کے سامنے کھڑے ہو جاؤ اور اسے دھیان سے دیکھو۔

رشید انجن کیطرف دیکھو تم اسے دیکھو گے کہ لوہے سے بنایا گیا ہے اور اس کے چھ پہیئے ہیں جن پر چلتا ہے اور وہ بڑا مضبوط ہے، گویا ایک سرکش جن ہے جو مال ٹرین کھینچتا ہے، اور وہ لمبا اور بہت وزنی ہے وہ پسنجر ٹرین کھینچتا ہے جس میں لوگ اور سامان ہوتے ہیں اور وہ اکسپریس ٹرین کھینچتا ہے اور وہ سب سے تیز رفتار انجن ہے گھنٹے میں ۴۵ میل کا فاصلہ طے کرتا ہے۔

اور اکسپریس گھنٹے میں چالیس میل کے قریب فاصلہ طے کرتا ہے اور پسنجر گھنٹے میں تیس میل کے قریب۔ وہ ٹرین کو ہندوستان کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک کھینچتا ہے مثلاً بمبئی سے پشاور اور دہلی سے مدراس تک۔

اور اس انجن کی طاقت وہ حقیر بھاپ ہے جس کی تم پروا نہیں کرتے اور نہ اسے شمار میں لاتے ہو۔ اور اسٹیفنسن ٹرین کے موجد نے اس بھاپ کی طاقت کیطرف رہنمائی حاصل کر لیا اور اسے قابو میں کرنے اور مقاصد میں اس سے فائدہ اٹھانے کی راہ پالیا اور اپنی عقل اور مطالعہ سے علم حاصل کر لیا، وہ اپنی قوت سے بوجھ اٹھا سکتی ہے اور پہاڑ ہٹا سکتی ہے اور عجائب پیدا کر سکتی ہے۔

اور یہی جاہل اور عالم میں، اور عام شخص اور محقق میں فرق ہے۔ پہلا سب چیز دیکھتا ہے اور اس پر توجہ نہیں دیتا اور نہ اسے خاطر میں لاتا ہے اور دوسرا اس کی

قیمت پہچانتا ہے اور اس میں کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ اسے اپنی غرض کے ماتحت کر لیتا ہے۔

حلّ لغات

مُسَامَحَۃٌ، تعطیل - نِظَامٌ، ترتیب، سسٹم۔ ج اَنظِمَۃٌ - کَثِیفٌ، گاڑھا مُوَظَّفٌ، ملازم، تنخواہ دار - عِفرِیتٌ، شیطان، سرکش۔ ج عَفَارِیتُ۔ قِطَارُ البِضَاعَۃِ، مال ٹرین - قِطَارُ الرُّکَّابِ، پسنجر ٹرین - القِطَارُ السَّبَّاقُ، ڈاک ٹرین - القِطَارُ السَّرِیعُ، اکسپریس - القِطَارُ الوَقَّافُ، لوکل ٹرین - اَقصٰی - اسم تفضیل، انتہا، حد - مُکتَشِفٌ، اسم فاعل، موجد، محقق۔

القاطِرَۃُ (۲)

(ریلوے انجن)

رشید! انجن کی اس بھٹی کو دیکھو جس میں وہ شخص پتھر کا کوئلہ ڈال رہا ہے اور اس بھٹی کے اوپر پانی کا ایک بہت مضبوط حوض ہے جس میں بہت سے پائپ ہیں، یہ پانی آگ سے گرم ہوتا ہے اور بھاپ میں تبدیل ہو جاتا ہے اور یہ بھاپ پائپوں کیطرف جاتی ہے۔

میرے ساتھ انجن کے اندر آؤ کیوں کہ اس کا ڈرائیور میرا دوست ہے۔ اور یہاں تم انجن کی ترکیب ٹھیک سے سمجھو گے۔

پائپوں کو دیکھو وہ ان باریک آلات سے ملے ہوئے ہیں جو انجن کے پہیوں کو پھراتے ہیں اور جب یہ بھاپ پائپوں میں یکجا ہوتی ہے تو اپنی قوت سے آلات کو دھکا دیتی ہے اور اسے پھراتی ہے اور اس کے پھرنے سے پہیئے پھرتے ہیں اور انجن چلتا ہے۔

یہ فائرمین ہے جو آگ اور پانی کو دیکھتا ہے اور ان پر نظر رکھتا ہے۔

اور یہ ہمارا ڈرائیور دوست ہے اور جب انجن ٹرین کھینچتا ہے اور سواروں کو ایک شہر سے دوسرے شہر پہونچاتا ہے تو ہمارا ساتھی انجن ڈرائیو کرتا ہے (چلاتا ہے) لہٰذا یہ ٹرین کی چابی ہے اور ٹرین کے چلنے کا فضل اسی کی طرف لوٹتا ہے اور وہ اپنے کام پر بیدار رہتا ہے اور اپنا فرض امانت داری اور محنت سے پورا کرتا ہے اور ایسے ہی گارڈ سواروں کے شکریہ کا اہل ہے کیوں کہ وہ راستہ دیکھتا ہے اور ٹرین کے رکنے اور چلنے کی دیکھ بھال کرتا ہے اور ڈرائیور اور انجن اس کے اشارے کے فرمانبردار ہیں، جب وہ لال جھنڈی دکھاتا ہے تو ٹرین رک جاتی ہے اور جب ہری جھنڈی دکھاتا ہے تو ٹرین چل پڑتی ہے۔

اور اس آلہ کو دیکھو جو ڈرائیور کے ہاتھ میں ہے، جب ڈرائیور اسے اوپر اٹھاتا ہے تو بھاپ دھکا دیتی ہے اور انجن چل پڑتا ہے اور جب اسے دبا دیتا ہے تو بھاپ رک جاتی ہے اور انجن دھیما ہو جاتا ہے اور اس وقت ڈرائیور ایک دوسرا آلہ دباتا ہے اور وہ ہینڈل ہے اور اس کا نام بریک رکھا جاتا ہے تو انجن اسی وقت رک جاتا ہے اور سارے پہیے انجن سے لگے ہوئے ہیں اس کے چلنے سے چلتے ہیں اور اس کے رکنے سے رک جاتے ہیں۔

اور یہ ریلوے لائن ہے جس پر ٹرین چلتی ہے اور اگر یہ نہ ہو تو ٹرین زمین میں دھنس جائے کیوں کہ مٹی ٹرین کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتی۔

یہی وہ انجن ہے جو ٹرین کھینچتا ہے اور یہی وہ ٹرین ہے جو سواروں کو ایک شہر سے دوسرے شہر پہنچاتی ہے اور لوگوں کا بوجھ کسی شہر تک لا دیتی ہے جن تک لوگ جانوں کو مشقت میں ڈالے بغیر نہ پہونچتے۔

رشید دیکھو اللہ نے کیسی حکمت اور فن کاری انسان کے دل میں ڈال دی ہے اور اسے ایسی عقل دی ہے جس سے وہ لوہے اور بھاپ پر قابو کرتا ہے کیا تمہارا فرض نہیں ہے کہ جب ٹرین پر سوار ہو تو کہو۔

سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى

رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔

(پاک ہے وہ ذات جس نے اسکو ہمارا تابعدار بنایا اور ہم اسے قابو میں نہیں کر سکتے تھے اور بیشک ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں)

حَلّ لغات

مَوْقِدٌ: چولھا، بھٹی۔ ج مَوَاقِدُ۔ اَنَابِيْبُ: پائپ، نلکیاں۔ واحد اُنْبُوْبٌ۔ يُرَاقِبُ: دیکھ بھال کرتا ہے۔ باب مفاعلت۔ يُشْرِفُ عَلٰى: جھانکتا ہے۔ اچک کر دیکھتا ہے۔ باب افعال۔ الفَضْلُ يَرْجِعُ اِلٰى فُلَانٍ: اس کا کریڈٹ فلاں کو حاصل ہے۔ طَوْعٌ: فرمانبردار، ماتحت۔ بَيْرَقٌ: جھنڈا۔ ج بَيَارِقُ۔ ضَغْطٌ: دبانا۔ باب فتح۔ مِكْبَحٌ: روکنے کا آلہ، بریک ۔

---

(۱) جِسْمُ النَّبَاتِ

(پودے کا جسم)

عباس کے مکان کے سامنے ایک باغچہ تھا جس میں قسم قسم کے پیڑ اور پودے تھے۔ ایکبار اس کے والد عمر نے اس سے تعطیل کے ایک دن کہا۔ عباس کیا تم نے مکان کا باغچہ دیکھا ہے؟ عباس نے کہا۔ والد کیسے نہیں۔ وہ ہمارے مکان کا باغچہ ہے میں اس میں روزانہ کھیلتا ہوں اور سویرے شام پھرتا ہوں۔

عمر نے کہا۔ میں نہیں خیال کرتا کہ تم نے دیکھا ہے، لہٰذا میرے ساتھ آؤ باغچہ میں چلیں اور پودے کا مطالعہ کریں اس لئے کہ وہ اللہ کی اچھوتی مخلوق اور ایسی کتاب ہے جس کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

عمر اور عباس باغچہ کیطرف نکلے اور عباس نے مالی کو زمین کا ایک ٹکڑا درست کرتے دیکھا اور پتھر اور ٹکڑے ہٹاتے اور گھاس پھوس اکھاڑتے۔ اور عباس نے اپنے والد سے اس کے بارے میں سوال کیا۔

عمر نے کہا یہ شخص زمین درست کر رہا ہے اور درخت لگانے کے لئے اسے تیار کر رہا ہے اور اگر پتھر اور ٹھیکرے رہ جائیں گے تو زمین میں قلم نہیں بیٹھے گا اور اس کی جڑیں زمین کے اندر نہیں پھیلیں گی اور اگر یہ شیطانی گھاس چھوڑ دی جائے تو قلم کی غذا چوس جائے گی اور قلم سوکھ جائے گا۔ خیر خواہ محنتی باغباں زمین جوتتا ہے جیسے کسان کھیت جوتتا ہے اور اس میں کھاد ڈالتا ہے اور اسے روزانہ سیراب کرتا ہے یہانتک کہ زمین نرم اور عمدہ ہو جاتی ہے اور ہر اس چیز کو قبول کرتی ہے جو اس میں ڈال دیجائے۔

پھر وہ قلموں کو اس جگہ لگاتا ہے جہاں روزانہ دھوپ پہونچے، یہاں عباس نے بات کاٹی اور کہا کیا پودا بھی دھوپ کی ضرورت رکھتا ہے؟

عمر نے کہا، ہاں۔ اے عباس! پودا ایک زندہ بڑھنے والا جسم ہے جو دھوپ کی اور ہوا اور پانی کی حاجت رکھتا ہے۔

اور عمر نے اپنی بات جاری رکھا، پھر ایک قطار میں قلمیں لگاتا ہے اور دو قلموں کے درمیان کچھ فاصلہ چھوڑ دیتا ہے جس سے ہر ایک کے لئے ممکن ہوتا ہے کہ اس میں پھیلے اور ایک دوسرے کے لئے تنگی نہ پیدا کرے۔

اور اچھا ہوتا ہے کہ قلمیں ہم سن، ایک عمر کی ہوں، اور اگر کلیوں والی ہوں تو انکی کلیوں کا ایک وقت ہو تاکہ لائنوں میں ہر لائن کا حسن مکمل ہو۔

اور باغبان اس کے بعد آرام نہیں کرتا بلکہ ان قلموں پر بیدار رہتا ہے اور برابر روزانہ انھیں ایک یا دو بار پانی دیتا ہے اور گھاسیں اکھاڑتا ہے اور ان کے آس پاس کی زمین کھودتا ہے اور نیچے کی مٹی اوپر کرتا ہے۔

یہاں۔ باغبان نے زمین درست کرنے سے فراغت پالیا اور ایک قلم لیجانے لگا اور عمر اور عباس اسکے پیچھے ہو لئے اور اس کی بغل میں کھڑے ہو گئے۔

حلّ لغات

يُنَحِّي: وہ دور کرتا ہے، ہٹاتا ہے، باب تفعیل سے۔ واحد مذکر غائب۔ خَزَفٌ: ٹھیکرا

أَعْشَابٌ: تر گھاس۔ واحد۔ عُشْبٌ۔ فَسِيل: قلم، امولہ، بیہن۔ ج فَسَائِل۔ يَمْتَصُّ: چوستا ہے۔ واحد مذکر غائب۔ باب افتعال۔ ذَوِيَ۔ باب سمع سے: دبلا ہوا، افسردہ ہوا، سوکھ گیا۔ سَمَادٌ: کھاد۔ ج سَمَادَات، أَسْمِدَة۔ نَامٍ۔ اسم فاعل۔ باب نصر، بڑھنے والا۔ يَعْزِقُ: زمین کھودتا ہے، کوڑتا ہے۔ باب ضرب سے۔

جِسْمُ النَّبَاتِ

پودے کا جسم

باغبان نے قلم کے آس پاس حفاظت سے زمین کو کھودا جیسے کسی چیز سے ڈر رہا ہو تو عباس نے اس کے بارے میں اپنے والد سے سوال کیا اور کہا باغبان کیوں اپنے کام میں سستی کر رہا ہے اور جلدی نہیں کرتا؟

عمر نے کہا۔ وہ ڈر رہا ہے کہ کچھ جڑیں کٹ جائیں گی اور قلم کو نقصان پہونچائیں گی اور قلم سوکھ جائے گی کیوں کہ درخت کے لئے جڑیں ضروری ہیں اور انھیں سے اس کی حیات ہے۔

عباس نے کہا۔ جڑوں سے کیا فائدہ ہے اور ان کا کیا کام ہے کہ ان کے بغیر درخت زندہ نہیں رہے گا؟

عمر نے کہا کہ پودے زمین میں جڑوں کی وجہ سے برقرار رہتے ہیں اور وہی زمین سے غذا چوستے ہیں اور اسے کریدتے ہیں کیا تم اسے زمین میں پھیلے شاخ در شاخ نہیں دیکھتے جیسے کہ سی، آئی، ڈی اور جاسوس ہوں جو اپنے کام کے لئے پھیلے ہوئے ہوں

عباس۔ پودے کے لئے جڑوں کے علاوہ اور کون سے اجزاء ہیں؟

عمر نے کہا۔ پودے کے ضروری اجزاء میں تنا ہے، اور وہ زمین پر ابھرا ہوا جز ہے اور وہی ڈالیوں اور پتوں کو اٹھاتا ہے اور اسی میں درخت کی غذا بہتی ہے

اور اس کے اجزا اڑتک جاتی ہے۔

اور پودے کیلئے دوسری ضروری چیز پتے ہیں اور انھیں سے پودا سانس لیتا ہے اور ہوا لیتا ہے جس سے اس کی حیات کا سدھار ہوتا ہے۔

اور یہ تینوں جڑیں تنا اور پتے پودے کی حیات اور اس کے بڑھنے کے لئے ضروری اعضاء ہیں۔ اور عباس پودے کے متعلق یہ پہلا سبق تمہارے لئے بہت ہوگا۔

عباس نے کہا۔ والد! تعجب ہے میں پہلے نہیں جانتا تھا کہ پودا ایک زندہ بڑھنے والا جسم ہے جس کی ایک باریک ترکیب ہے۔

عمر نے کہا۔ ایسے ہی ہر چیز ہے۔ جب تم اس کا مطالعہ ایک کتاب جیسے کروگے تو اللہ کی کاریگری پر تعجب کروگے جس نے ہر چیز کو ٹھوس بنایا ہے اور تم جانوگے کہ ہر چیز میں اللہ کی نشانی ہے اور اسی کے بارے میں شاعر کہتا ہے ؎

وَلِلّٰہِ فِی کُلِّ تَحْرِیکَۃٍ   وَفِی کُلِّ تَسْکِینَۃٍ شَاہِدٌ
اور ہر جنبش اور ہر سکون میں اللہ   (کے وجود کا) شاہد اور ثبوت ہے۔
وَفِی کُلِّ شَیْئٍ لَہٗ آیَۃٌ   تَدُلُّ عَلٰی اَنَّہٗ وَاحِدٌ
اور ہر چیز میں اس کی ایک نشانی ہے   جو اس کے اکیلے ہونے پر رہنمائی کرتی ہے۔

حَلُّ لُغَات

باحتراس: حفاظت سے۔ یتوانی: سستی کرتا ہے، آہستہ کام کرتا ہے۔ باب تفاعل سے عیونٌ: جاسوس۔ واحد عینٌ۔ اَتْقَنَ: مضبوط کیا، پائیدار بنایا۔ باب افعال سے۔

اَلْبَبْغَاءُ

(طوطا)

میں نے اس سے محبت کی کہ وہ خوبصورت حسین ہے، صاف زبان میں بول رہا ہے۔

وہ پرندوں میں شمار کیا گیا ہے حالانکہ اس کی زبان مجھے وہم میں ڈال رہی ہے کہ وہ کوئی انسان ہو
وہ اپنے مالک کو خبریں پہونچاتا ہے   اور رازوں اور پردوں کو کھولتا ہے۔
گونگا ہے مگر وہ سن رہا ہے   جو سنتا ہے فطرتاً دہراتا ہے۔
اس نے دور دراز شہروں سے تمہاری زیارت کیا اور تمہارے پاس ہمنشین کے مانند وطن بنالیا۔
ایک مہمان ہے جسکی مہمان نوازی اخروٹ اور چاول ہو   اور مہمان اپنی آمد پر عزت کیا جاتا ہے۔
تم اسے اس کی باریک چونچ میں موتی سا دیکھتے ہو جیسے لال ہیرے چمکتا ہے۔
وہ نگینے جیسی دو آنکھوں سے دیکھتا ہے   جو روشنی اور اندھیرے میں تابندہ ہے۔
وہ ایک حسینہ ہے جس کا پردہ پنجرے ہیں   اسے اپنی قید سے چھٹکارا نہیں ہے۔
تم اسے قید رکھتے ہو حالانکہ اس کا کوئی قصور نہیں ہے اور بیشک اس کی وجہ انتہائی محبت ہو۔

حَلُّ لُغَات

اَلْبَبْغَاءُ: طوطا، ج ببغاوات۔ اَلِفْتُ: میں نے پایا، میں مانوس ہوا، میں نے محبت کیا۔ صَبِیحَۃٌ: روشن رو، خوبصورت۔ مَلِیحَۃٌ: حسین، دلکش۔ ج صباح ملاح۔ فَصِیحَۃٌ: صاف زبان۔ لُغَۃٌ: زبان۔ ج لغات۔ تُنْہِی: پہونچاتی ہو باب افعال۔ بکماء: گونگی۔ مؤنث ابکم۔ قعیدۃٌ: ساتھی، ہم نشین۔ جوز: اخروٹ۔ اُرز: چاول۔ یلقط: زمین سے اٹھاتا ہے، چنتا ہے۔ عقیق: لال ہیرا۔ طرف: آنکھ۔ طرفین۔ تثنیہ۔ خریدۃٌ: حسینہ، محبوبہ۔ خدر: پردے واحد خِدرٌ۔

اَلْحَجَّاجُ وَالْفِتْیَۃُ

(حجاج اور کچھ جوان)

حجاج نے اپنے کوتوال کو حکم دیا کہ رات میں گشت کرے اور عشاء کے بعد جن کو نشے میں پائے اس کی گردن مار دے۔ چنانچہ اس نے ایک رات گشت کیا

اور اس نے تین نوجوانوں کو جھومتے ہوئے پایا اور ان پر نشے کے نشانات
تھے لہٰذا انھیں سپاہیوں نے گھیر لیا اور ان سے کوتوال نے کہا۔
تم کون ہو کہ تم نے امیر المومنین کے حکم کی خلاف ورزی کی اور ایسے وقت
میں نکلے؟ ان میں سے ایک نے کہا۔
میں اس کا بیٹا ہوں جس کے لئے مخزوم اور ہاشم کی گردنیں جھک جاتی ہیں۔
وہ اس کے پاس ذلیل اور کوتاہ بن کر آتی ہیں اور وہ ان کا مال اور خون لیتا ہے
کوتوال رک گیا اور اس نے کہا شاید وہ امیر المومنین کا رشتہ دار ہے۔
پھر دوسرے نے کہا۔ تم کون ہوتے ہو؟ اس نے کہا۔
میں اس کا بیٹا ہوں زمانہ جس کی ہانڈی نہیں اتارتا اور اگر کسی دن اتار
دے تو دوبارہ چڑھ جاتی ہے۔
تم اس کی آگ کی روشنی کی طرف لوگوں کو جوق در جوق آتے دیکھو گے
اور ان میں سے کچھ اس کے آس پاس بیٹھے ہوں گے اور کچھ کھڑے ہوں گے
کوتوال اس سے بھی رک گیا اور کہا شاید وہ عرب کا کوئی شریف زادہ ہے۔
پھر تیسرے سے پوچھا اور تم کون ہو؟ تو یہ شعر پڑھنے لگا۔
میں اس کا بیٹا ہوں جو اپنی ہمت سے صفوں میں گھس گیا اور انھیں تلوار سے
سیدھی کر دیا یہاں تک کہ سیدھی ہو گئیں۔ اس کے دونوں پاؤں اس کی رکاب سے جدا نہیں ہوئے
جب سخت لڑائی کے دن گھوڑے منہ پھیر دیتے ہیں۔
چنانچہ اس سے بھی رک گیا اور اس نے سوچا شاید یہ عرب کا سب سے بڑا
بہادر زادہ ہے اور انھیں حراست میں لے لیا۔
اور جب سویرا ہوا تو ان کا معاملہ امیر کے سامنے پیش کیا، اور اس نے انھیں
حاضر کرایا اور ان کی حالت دریافت کی تو پہلا ایک حجام کا لڑکا تھا اور دوسرا
ایک سبزی فروش کا اور تیسرا ایک بنکر کا۔ اور ان کی فصاحت سے تعجب میں
پڑ گیا اور اپنے مصاحبوں سے کہا اپنی اولاد کو ادب سکھاؤ اس لئے کہ بخدا اگر ان

میں فصاحت نہ ہوتی تو میں ان کی گردنیں اڑا دیتا۔

حَلُّ لغاتُ

فِتْيَةٌ: چند نوجوان۔ اس کا واحد فَتًی۔ حَرَسٌ: چوکیدار۔ اس کا واحد حَارِسٌ
صَاحِبُ الحرس: داروغہ، کوتوال۔ يَتَمَايَلُوْنَ: جھکتے ہیں، لڑکھڑاتے ہیں —
أَمَارَاتٌ: نشانات۔ واحد أَمَارَةٌ۔ غِلْمَانٌ: لڑکے بمعنی ماتحت، سپاہی۔
رِقَابٌ۔ واحد رَقَبَةٌ: گردن۔ صَاغِرَةٌ: ذلیل۔ قِدْرٌ: ہانڈی۔
قَوَّمَ: اس نے سیدھا کیا۔ ماضی باب تفعیل۔ اِحْتَفَظَ: اپنی حفاظت میں لے لیا
باب افتعال سے۔

أَنَا تُرَابٌ

(میں مٹی ہوں)

میں حقیر مٹی ہوں جسے لوگ اپنے پیروں اور جوتوں سے روندتے ہیں اور حقارت و
ذلت میں میری مثال دیتے ہیں۔
لوگ مجھ سے ہر لمحہ فائدہ اٹھاتے ہیں اور ہر جگہ اور ہر زمانے میں۔ پھر مجھے حقیر
سمجھتے ہیں اور میری ہجو کرتے ہیں، جیسے چور ورزانہ کھایا جاتا ہے اور برائی کیا جاتا ہے۔
میرے شانوں پر لوگ چلتے ہیں اور میری پیٹھ پر بڑے بڑے مکانات اور عمارتیں
بناتے ہیں اور میرے پیٹ سے غلے نکلتے ہیں جسے لوگ کھاتے ہیں۔ انگوروں
اور زیتون اور انار اور کھجوروں کے باغات اور کھیتیاں جن کے پھل مختلف
ہوتے ہیں۔
میرے ہی شکم سے وہ روئی برآمد ہوتی ہے جس سے تمہارا جاڑے اور گرمی
کا لباس اور پوشاک اور وہ تیار کرتے ہیں جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں۔
اور ریشم کے لباس کا شرف بھی میری طرف لوٹتا ہے کیوں کہ ریشم کا کیڑا

شہتوت کے پتے کھاتا ہے اور شہتوت کا درخت مجھ سے غذا حاصل کرتا ہے۔
اور مجھ ہی پر بڑھتا اور زندہ رہتا ہے اور میری ہی پیٹھ پر وہ کنواں کھودتے ہیں جس کا پانی پیتے ہو اور میری ہی پشت پر دریائیں بہتی ہیں جو تمہیں سیراب کرتی ہیں اور تمہارے کھیتوں کو سیراب کرتی ہیں۔

اور مٹی ہی سے کمہار برتن اور ظروف بناتا ہے جن میں تم کھاتے پیتے ہو اور کھلونے اور گڑیاں جن سے بچے کھیلتے ہیں۔

اور کیا تم مانوگے اگر میں تمہیں بتاؤں کہ میں اس کتاب کا مادہ ہوں جسے تم پڑھتے ہو اور ہر کتاب اور صحیفے کا مادہ ہوں کیوں کہ ورق کا مادہ گھاس ہے جو زمین میں اگتی ہے لہٰذا ہر عالم اور طالب علم پر میرا احسان ہے اور میرا ہر اس شخص پر احسان ہے جس پر علم اور دین کا احسان ہے۔

میرے شکم ہی سے سونا، چاندی اور پیتل و لوہا نکلتا ہے جس میں بڑا رعب ہے اور لوگوں کا بہت سا فائدہ ہے۔

اور وہ تیل جو روشنی دیتا ہے اور پتھر کا کوئلہ جس سے انجن چلتا ہے اور پٹرول جس سے بسیں اور ہوائی جہاز چلتے ہیں۔

بیشک تم عمدہ چیزوں کو فاسد کر دیتے ہو اور جو تم سے لگاؤ رکھتا ہے اس کی بو فاسد ہو جاتی ہے اور اس کی شادابی مٹ جاتی ہے اور میں اس کو دوبارہ شاداب و تازہ بناتی ہوں اور اسی کھاد سے جسے کھیتوں اور پودوں میں ڈالتے ہو تمہارے لئے اچھے دانے پیدا کرتی ہوں اور لذیذ میوے اور خوبصورت پھول۔

میں انبیاء کے بدن کی امین ہوں، میں شہیدوں کی خوابگاہ ہوں، اولیاء کی امانت گاہ ہوں، علماء اور صلحاء کی خوابگاہ ہوں اور ماؤں اور باپوں کا مدفن ہوں۔ میرے اوپر اکڑ کر نہ چلو اور اپنے ساتھی کا قول یاد رکھو۔

آہستہ سے روندو میں روئے زمین کو انھیں جسموں میں سمجھتا ہوں
اور ہمارے لئے برا ہے اگرچہ زمانہ دراز ہوگیا ہے باپ داداؤں کو رسوا کرنا

اگر تجھ سے ہو سکے تو آہستہ چل بندوں کی بوسیدہ ہڈیوں پر اترا کر نہیں۔

حلّ لغات

يَطَأُ: وہ روندتا ہے۔ باب فتح سے۔ مَبَانِي: عمارتیں۔ واحد مَبْنىً۔ تَقِيْ: وہ بچاتی ہو باب ضرب سے۔ دُوْدٌ: کیڑا۔ ج دِيْدَان۔ قَزٌّ: ریشم۔ اَوَانِي: برتن۔ واحد اِنِيَةٌ۔ لُعَبٌ: کھلونے۔ واحد لُعْبَةٌ۔ دُمَى: گڑیاں۔ واحد دُمْيَةٌ۔ فَخَّارِيٌّ: کمہار۔ مَرْقَدٌ۔ اسم ظرف: خوابگاہ۔ مُسْتَوْدَعٌ: ذخیرہ گاہ۔ مَضْجَعٌ۔ اسم ظرف، خوابگاہ۔ مَرَحًا: اکڑ کر۔ هَوَانٌ: رسوائی۔ اِخْتِيَالًا: اترا کر۔

السُّلطانُ محمودُ بنُ محمدَ الگجراتي

(سلطان محمود بن محمد گجراتی)

مجاہد و انصاف ور بادشاہ ابو الفتح سیف الدین محمود بن محمد گجراتی بہترین بادشاہوں میں تھے۔ وہ گجرات میں ۱۰؍رمضان ۸۴۹ھ میں پیدا ہوئے اور داؤد شاہ کے بعد ۸۶۲ھ میں بادشاہ ہوئے اور وہ قابل دید دن تھا۔

انھوں نے ۵۵ سال بادشاہت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور اپنی سلطنت کی حدود کو مالوہ تک اور شہر سندھ تک بڑھایا، لیکن اس طویل مدت میں انھوں نے مسلمانوں کے ملکوں کی طرف نظر نہیں اٹھائی اور نہ ان کی طرف دیکھا اور جب ان میں سے طاقتور کمزور پر غالب آجاتا تو کمزور کی مدد کے لئے اٹھ جاتے تھے اور عدل و احسان پر برقرار رہے۔ شریعت کے حکم کو سیاست میں نافذ کرتے تھے اور قصاص کا فیصلہ کرتے تھے اور ملک کے خاص رؤسا میں انھیں کوئی روک نہیں سکتا تھا کہ شریعت پر عمل نہ کریں۔

اور ان کے فضائل میں شہروں کی تعمیر اور مساجد اور مدارس اور خانقاہو

کی بنیاد رکھنا اور کاشت کو بڑھانا اور پھلدار درختوں کا کثرت سے لگانا، اور باغیچے اور باغات بنانا اور لوگوں کو اس پر آمادہ کرنا اور کنوئیں کھودنے اور سوتے جاری کرنے میں ان کی مدد کرنا ہے۔ اسی لئے لوگوں نے ان پر پوری توجہ دی، اور معمار اور انجینئر اور پیشہ ور اور فنکار عجم کے ملکوں سے ان کے پاس آئے اور اپنے پیشوں اور صنعتوں میں لگ گئے، چنانچہ گجرات حوضوں اور کنوؤں اور باغوں اور کھیتوں اور عمدہ پھلوں کی کثرت کیوجہ سے سبزہ زار بن گیا، اور شہر گجرات ایسی منڈی ہوگیا جس سے عمدہ کپڑے دوسرے شہروں کو برآمد کئے جاتے تھے۔ اور یہ سب سلطان محمود کے اس کیطرف توجہ دینے کیوجہ سے تھا جس سے ملک اور سلطنت درست رہے اور اس کی رعایا خوشحال رہے۔

اور ان کے کارناموں میں ان کا علماء اور صلحاء کی تربیت کا کام کرنا ہے اس لئے کہ علم اور اہل علم کی محبت ان کی طبیعت میں داخل تھی، یہاں تک کہ شہر گجرات علماء سے معمور و آباد ہوگیا اور ان کے پاس ملک عرب کے محدثین کے وفود آئے اور لوگوں نے حدیث شریف پر توجہ دی۔ چنانچہ گجرات مبارک یمن سا ہوگیا اور اس سلسلے میں ہندوستان کے تمام شہروں سے فوقیت لے گیا۔

وہ انتہائی پاکباز اور باحیا، خوب سیرت اور بڑے دلیر اور شریف طبیعت شریف ذات اور بڑے نیکوکار اور ہمدرد تھے۔ مؤرخین نے ان کے مناقب و فضائل میں بہت کچھ لکھا ہے۔

وہ سنہ ۹۱۶ھ میں دریائے والہ پٹن کیطرف روانہ ہوئے اور وہاں کے زندہ اور وفات یافتہ پیشوایانِ دین کی زیارت کی اور تفسیر و حدیث کے مذاکرہ کے لئے ایک خاص مجلس منعقد کی اور بہت سے انعامات اور خیرات اور وظائف دیئے اور دعاء کی درخواست کی، اور انھوں نے اپنی خوابگاہ سرکھیج میں مولانا احمد شاہ کی قبر کے پڑوس میں بنائی تھی اور کبھی کبھی اسے دیکھنے جاتے تھے اور اپنی وفات سے چند روز پہلے قبر کھولی اور اس کے پاس بیٹھے اور کہا۔

اے اللہ یہ آخرت کی پہلی منزل ہے، لہٰذا اسے آسان کردے اور اسے جنت کا ایک چمن بنادے پھر اسے چاندی سے بھرا اور اسے صدقہ کردیا۔

اور ان کی وفات سوموار کی سحر کے وقت ۲ ر ماہ رمضان ۹۱۷ھ کو ہوئی ان کی عمر ۶۹ رسال تھی اور سلطنت کی مدت ۵۵ رسال۔

حَلّ لغاتُ

خَبَایَا: بہتر، پسندیدہ۔ قَامَ بِالْمُلْکِ: ملک کو سنبھالا، ملک کی زمام ہاتھ میں لی۔ تَدُوْمُ مَشْهُوْرَةً: قابل تذکرہ، یادگار رہیں۔ اِسْتَقَلَّ: مستقل رہے خود مختار رہے۔ اِسْتَوْلٰی: غالب ہوا، چیرہ دست ہوا۔ باب استفعال سے ماضی۔ اَمْضٰی: جاری کیا۔ باب افعال سے فعل ماضی۔ مَکَارِمُ: کارنامے، خوبیاں واحد مَکْرُمَةٌ۔ تَاْسِیْسٌ۔ مصدر باب تفعیل سے، نیو رکھنا، بنیاد رکھنا۔ بَنَّاءٌ: معمار۔ مُهَنْدِسٌ: انجینئر۔ حِرَفٌ: پیشے۔ واحد حِرْفَةٌ۔ صَنَائِعُ۔ دستکاری، ہنر۔ واحد صَنْعَةٌ۔ مَتْجَرٌ۔ اسم ظرف۔ تجارت گاہ۔ منڈی۔ ج مَتَاجِرُ۔ یُجْلَبُ مِنْ: برآمد کیا جاتا ہے، اکسپورٹ کیا جاتا ہے۔ الی: درآمد کیا جاتا ہے، امپورٹ کیا جاتا ہے۔ یَتَرَفَّهُ: خوش حال ہوتا ہے۔ باب تفعل۔ مَجْبُوْلٌ۔ اسم مفعول: پیدا کیا ہوا، جبلت اور طبیعت میں ہونا۔ مَیْمُوْنٌ: مبارک۔ سَجِیَّةٌ: عادت۔ ج سَجَایَا۔ یَتَعَهَّدُ الٰی: دیکھ بھال کرنے کے لئے جاتا ہے۔

---

(۱) اَلْبَاخِرَةُ

(دخانی کشتی، اسٹیم کا جہاز)

پرانے دور میں لوگ ایک جگہ سے دوسری جگہ تک اونٹوں، خچروں، ایکوں

اور بیل گاڑیوں سے سفر کرتے تھے، اس لئے تم انھیں سویرے شام راستوں اور سڑکوں پر سواروں اور سامانوں کو لادے ہوئے دیکھتے ہو۔

اور لوگ دریاؤں میں سفر سے ڈرتے تھے اور اس سے بچتے تھے لیکن اس میں سفر کی ضرورت نے انھیں مجبور کیا اس لئے کہ وہ بھاری بوجھ لادتا ہے اور کچھ خرچ نہیں لگانا پڑتا، لہٰذا لوگ دریاؤں اور سمندروں کو نہروں سے ملا دیئے اور اس میں بادبانی کشتیوں سے سفر کرنے لگے اور اپنے کاروباری سامان ایک جگہ سے دوسری جگہ تک لیجانے لگے اور یہ بادبانی کشتیاں فی گھنٹہ تین میل سفر کرتی تھیں اور یہ کشتیاں ہوا کے حکم کے ماتحت تھیں، اگر ہوا موافق ہوتی تو کشتی کم وقت میں پہونچتی اور اگر ناموافق ہوتی تو ہفتوں اور مہینوں رک جاتی اور مخالف ہوتی تو اسے کسی چٹان سے ٹکرا دیتی اور اسے توڑ دیتی یا پلٹ دیتی اور سوار ہلاک ہوجاتے اور سامان ڈوب جاتے اور یہ اکثر ہوا کرتا تھا یہاں تک کہ مثل ہوگیا۔ شاعر نے کہا ہے ؎

مَا كُلُّ مَا يَتَمَنَّى الْمَرْءُ يُدْرِكُهُ ۔ تَجْرِي الرِّيَاحُ بِمَا لَا تَشْتَهِي السُّفُنُ

انسان جو بھی تمنا کرے اسے پاتا نہیں ۔ ہوائیں ایسے بھی چلتی ہیں جیسے کشتیاں نہیں چاہتیں

اور سفر بڑا خطرناک تھا انسان نہیں جانتا تھا کہ منزل تک پہونچے گا یا راہ ہی میں موت ہوجائے گی، اس لئے ایک شخص جب بادبانی کشتی میں سفر کرنا چاہتا تھا تو اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو اپنے قرضوں اور اس چیز کی وصیت کرتا تھا جو اس پر ہو۔ اور انسان یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ ایک مہینے میں پہونچے گا یا ایک سال میں اس لئے کہ وہ سمندر کی تاریکیوں میں سفر کرتا تھا اور لکڑی پر ایک کیڑا ہوتا تھا، کہ راہ میں موت ہوجائے گی یا سلامت پہونچے گا اور واپس ہوگا۔

اور لوگ ان سب کے باوجود اپنی جانوں اور مالوں کو خطرے میں ڈالتے تھے، اور مسلمان ہر ملک سے حج کے لئے سفر کرتے تھے، انھیں کوئی خطرہ یا خوف بیت اللہ تک سفر سے اور فریضۂ حج ادا کرنے سے نہیں روکتا تھا۔

لہٰذا مسلمان ہندوستان، چین اور جزائر بحر ہند اور ایسے ہی مراکش اور شہر اندلس سے ہر سال حج کیلئے سفر کرتے تھے اور کبھی کبھی ان کا سفر پورا ایک سال یا زیادہ لے لیتا تھا۔

اور سیاح لوگ (رحالہ) زمین میں سیاحت کرتے تھے اور مغرب اقصیٰ سے مشرق اقصیٰ تک سمندر پر سوار ہوتے تھے اور عالم اسلامی ایک مکان سا تھا جو وطن میں پاتا تھا۔

ط: ابل کے بدلے ابل اور چہیں کے بدلے لڑکی

ابن بطوطہ مغربی اور ابن جبیر اندلسی اور سلیمان تاجر نے ان کشتیوں سے ملکوں کے بڑے حصوں کا سفر کیا۔

حلّ لغات

يَتَحَامَوْنَهُ : اس سے بچتے تھے۔ باب تفاعل سے۔ أَلْجَأَتْ : مجبور کیا۔ واحد مؤنث غائب۔ باب افعال۔ قُرُعٌ : تالیاں۔ واحد قُرْعَةٌ۔ شِرَاعِيَّة : بادبانی چپل والی ناؤ۔ مُدْرِكٌ ۔ اسم فاعل باب افعال : پانے والا۔ جَوَّابُونَ : بہت گھومنے والے، سیاح۔ واحد جَوَّابٌ۔

البَاخِرَةُ (۲)

(دخانی کشتی، اسٹیم کا جہاز)

اس طرح صدیاں گذر گئیں، پھر لوگ سوچنے لگے اور ایجاد کرنے لگے یہاں تک کہ ایسی کشتی تک پہونچے جو بھاپ سے چلے اور یہ دھیرے دھیرے اور چند صدیوں میں ہوا۔

بادبانی کشتیاں چپوؤں سے چلا کرتی تھیں اور بعض عقلمند ترقی کئے اور کشتی

میں ایک پہیہ لگا دیا جس سے چپوؤں کو باندھ دیا۔ لہٰذا جب پہیہ پھرتا تو چپو کام کرنے لگتے اور پانی چیرنے لگتے۔

پھر بعض دانشمندوں نے پہیئے کو بھاپ سے پھرانے کا راستہ پالیا اور کارکن ہاتھ سے بے نیازی کا۔ اور صنعت برابر ترقی کرتی رہی یہاں تک کہ پہلی دخانی ظاہر ہوئی، اسے ایک امریکی شخص نے بنایا جس کا نام کپٹن کلر مائونٹ ہے۔ اس کشتی نے سو میل چوبیس گھنٹے میں طے کیا۔

اور دخانی کشتیاں برابر تیزی اور طاقت میں ترقی کرتی رہیں یہاں تک کہ بحر اٹلانٹک کو انگلینڈ اور امریکہ کے درمیان پانچ دنوں میں پار کرنے لگیں اور اس سمندر کا سفر دو ماہ لیتا تھا۔

دخانی کشتی ریلوے انجن کے مانند بھاپ کی قوت سے چلتی ہے، چنانچہ وہ پہیہ پھراتی ہے اور پہیہ ایسے آلات سے لگا ہوا ہے جن کے پھرنے سے جہاز ہلتا اور چلتا ہے۔

ایسے ہی یہاں کچھ آلات ہیں جو جہاز کو ایک سمت سے دوسری سمت پھیرتے ہیں اور اسے کپتان کے قابو میں رکھتے ہیں وہ اسے جیسے چاہتا ہے چلاتا ہے۔

اور تجارت نے زبردست ترقی کیا ہے اور لوگ دریاؤں سمندری جہاز کے اوپر سفر کرنے لگے ہیں جیسے خشکی میں ٹرین پر سفر کر رہے ہوں یا شہر میں پرسکون ہوں اور مکان میں ہوں۔

اور سمندری جہاز بڑے اور کشادہ ہو گئے ہیں یہاں تک کہ جیسے گویا شہر کا کوئی محلہ یا ایک چھوٹا سا گاؤں ہو جس میں ہوٹل، کلب (فیلڈ) اور سیر گاہیں ہیں اور پانچ سو سے ایک ہزار تک سواریاں ڈھوتے ہیں۔

اور جب انسان بادبانی کشتیاں اور سمندری جہاز سمندر میں آسانی سے چلتے دیکھے گا تو تعجب کرے گا اور اللہ کے اس قول کی سچائی دیکھے گا۔

"وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهَارَ"

(اور اس نے تمہارے لئے کشتیوں کو قابو میں کر دیا ہے تاکہ اللہ کے حکم سے سمندر میں چلیں اور دریاؤں کو تمہارے قابو میں کر دیا)

حلّ لغات

قُرُونٌ: زمانے، صدیاں۔ واحد قَرْنٌ۔ مَجَادِيفُ: چپو۔ واحد مِجْدَافٌ۔ أَذْكِيَاءُ: ذہین لوگ۔ واحد ذَكِيٌّ۔ تَمْخُرُ: آواز سے پانی کو چیرتا ہے۔ انكلترا: انگلینڈ۔ حَارَةٌ: محلہ۔ ج حارات۔ رَخَاءٌ: نرم ہوا، آسانی۔ اَلرُّبَّانُ: جہاز کا کپتان۔

جِسْمُ الطُّيُورِ

(پرندوں کا بدن)

اللہ تعالیٰ نے ہر چھوٹے بڑے جانور کو مناسب بدن دیا ہے اور ایسے اعضاء جن سے اپنی ضروریات پوری کرنے میں اور اپنی غذا حاصل کرنے میں مدد لیں اور ہتھیار دیئے ہیں جن سے اپنی حفاظت کریں۔ اور وہی اللہ ہے جس نے ہر چیز کو خلقت دی پھر اسے راستہ دکھایا۔

ہاتھی کو دیکھو اللہ نے اس کی ناک کتنی لمبی بنائی ہے تاکہ اس سے اپنی ضروریات میں کام لے اور اس سے کھانا، پانی لے سکے اور اسے جدھر چاہے پھرا سکے اور اس کے کنارے کچھ بڑھا ہوا ہے جس سے باریک چیزوں کو اٹھا سکے۔ تم نے پڑھا ہے کہ اونٹ کی گردن لمبی ہوتی ہے کیوں کہ لمبے بدن اور لمبے پاؤں کا ہوتا ہے۔ اگر اس کی گردن کوتاہ ہوتی تو وہ زمین سے گھاس نہیں چر سکتا تھا یہاں تک کہ بیٹھے اور اس میں بڑی مشقت ہوتی اور بڑا کام ہوتا اس لئے اللہ نے اس کی گردن لمبی کر دیا اور اس کا سر چھوٹا چنانچہ اس کی گردن پر اسکا

اٹھانا ہلکا ہوگیا اور چونکہ اللہ نے مقدر کیا کہ اونٹ بیابان کی کشتی ہو اس لئے اس کے پاؤں اس کے مناسب بنائے، اس لئے وہ ریتوں میں نہیں دھنستا، اور اس کے شکم میں ایسی آنتیں اور مشکیزے بنائے جن میں کھانا اور پانی ذخیرہ کرلیتا ہے کیوں کہ بیابان کے سفر میں اس کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔

اور کنگارو اور خرگوش کو دیکھو تم اس کے دونوں پچھلے پاؤں کو لمبا اور بڑا اور دونوں اگلے پاؤں کو چھوٹا اور کوتاہ دیکھوگے تاکہ ان دونوں کا کود کر دوڑنا ممکن ہو، اور کنگاروں کے دونوں پچھلے پیر میں بہت تیز کھُر ہوتی ہے وہ اس کا ہتھیار ہے جس سے ایک ضرب میں اپنے دشمن کا پیٹ پھاڑ دیتا ہے۔

اور ایسے ہی پرندے ہیں۔ چنانچہ ان کے بدن کو پر کا لباس پہنایا ہے کیوں کہ وہ پرندے کے لئے بہت ہلکا ہے اور پرندے کی ہڈیوں کو باریک کھوکھلی بنایا۔ چنانچہ پر یا بدن اسے پرواز سے نہیں روکتا۔

پھر قسم قسم کے پرندوں کو قسم قسم کی چونچیں دیں جو پرندے کی طبیعت اور اس کی غذا اور عادت کے اختلاف کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہیں اور ایسے ہی ان کے پیروں کی ترکیب بھی مختلف ہوتی ہے۔

گوریوں، کبوتروں اور بیابانی کبوتروں اور کوؤں کو دیکھو، ان کے بدن بلند نہیں ہیں اور وہ چھوٹے دانے زمین سے چگ لیتے ہیں اس لئے انھیں لمبی گردنوں کی ضرورت نہیں ہے اور ان کی چونچیں سیدھی اور چھوٹی ہوتی ہیں جو ان کی ضرورتوں میں مدد دیتی ہیں۔

ان پرندوں کو دیکھو جو پانی میں رہتے ہیں اور اپنی خوراک پانی میں ڈھونڈتے ہیں جیسے بطخ اور سارس، تم ان کی گردنیں اور چونچیں لمبی دیکھوگے کیوں کہ وہ اپنی چونچیں نہروں اور تالابوں کی گہرائیوں میں پہونچا دیتے ہیں اور ان کے اندر سے اپنی خوراک نکالتے ہیں۔ اس لئے اللہ نے ان کے لئے لمبی گردنیں اور ایسے ہی سیدھی لمبی چونچیں بنائی ہیں۔

اور ان پرندوں کو دیکھو جو گوشت اور میووں کو غذا بناتے ہیں اور انھیں نوچ کر کھاتے ہیں جیسے چیل اور گدھ اور سکرا، ان کی چونچیں سیدھی نہیں پاؤگے کیوں کہ ان کے کام نہیں آئیں گی اور نہ ان کی ضرورت پوری کریں گی اس لئے اللہ نے ان کی چونچیں ٹیڑھی تیز دھار کی بنائی ہیں اور ان کا اوپری کنارہ بڑھا ہوا اور کمان جیسا ٹیڑھا ہوتا ہے اور گوشت نوچنے اور میوے کترنے اور انھیں کاٹنے میں مدد دیتا ہے۔

اور ایسے اگر ہم پرندوں کے پاؤں اور ان کے پنجوں کو دیکھیں گے تو پرندوں کی قسموں اور ان کی طبیعتوں اور عادتوں اور غذا کے لحاظ سے ان میں فرق دیکھیں گے، چنانچہ جو پرندے خشکی پر رہتے ہیں اور دانے چگتے ہیں ان کے پاؤں لمبے نہیں ہوتے اور وہ اپنے دونوں پاؤں بیک وقت اٹھالیتے ہیں اور کود کر چلتے ہیں، لیکن جو پرندے پانی میں رہتے اور مچھلی اور پانی کے کیڑے شکار کرتے ہیں وہ چلنے میں ایک پاؤں بڑھاتے ہیں اور دوسرا پیچھے کرتے ہیں جیسے کہ انسان۔ اور آہستہ چلتے ہیں کیوں کہ اگر وہ جست لگائیں یا چھلانگ لگائیں تو ان سے شکار بھاگ جائے گا۔

اور ایسے ہی جو پرندے پانی میں تیرتے اور شکار کرتے ہیں ان کے پنجوں میں ایک باریک جھلی ہوتی ہے جو ان کی انگلیوں کے درمیان کو ملاتی ہے اور ان کے پنجے چھتریوں کے مانند پھیل جاتے ہیں جب پھیلاتے ہیں اور تیرنے میں ان کی بیش قیمت مدد کرتے ہیں۔

اور جو پرندے گوشت کو غذا بناتے ہیں ان کے مضبوط پاؤں اور بڑے پنجے ہوتے ہیں اور ان کی انگلیوں میں ٹیڑھے نوکیلے ناخن ہوتے ہیں جو گوشت نوچنے میں ان کی مدد کرتے ہیں اور ان کے پاؤں اور پنجے پاؤں اور ہاتھوں کی جگہ ہوتے ہیں، چنانچہ چلتے ہیں تو ان کے پیر ہو جاتے ہیں جس سے چلتے ہیں اور جب پرواز کرتے ہیں یا کھانا چاہتے ہیں تو ان کے ہاتھ ہوجاتے ہیں جس سے

پکڑتے ہیں۔ اور ایسے پرندے کبھی لکڑی یا گوشت کا کوئی ٹکڑا پکڑتے ہیں اور فضا میں اڑتے ہیں اور اسے برابر لئے رہتے ہیں لہٰذا وہ ان کے ہاتھ سے گرتا نہیں ہے اور بہت بار باز کو دیکھا ہے کسی بڑے پرندے کو اپنے پنجے سے پکڑا ہے اور اسے لیکر اپنے آشیانے کی طرف آگیا ہے اور یہاں بے خوف اور مطمئن ہوکر اسے کھالیا ہے۔

حلّ لغات

یَسْتَخْدِمُ: کام لیتا ہے، استعمال کرتا ہے۔ زائدۃ: فالتو، بڑھا ہوا۔ اَرْنَبٌ: خرگوش ج اَرانب۔ قَفْزٌ: کودنا، اچھلنا۔ ظِلْفٌ: بچھا کُھر۔ ج اظلاف، ظُلوفٌ سِلاحٌ: ہتھیار۔ ج اَسْلِحَۃ۔ بَقْرٌ: پھاڑنا۔ طَعْنٌ: نیزہ مارنا، بھونکنا رِیْشٌ: پنکھ، پر۔ ج اَرْیاشٌ۔ جَوْفاء: کھوکھلا، کشادہ۔ مَناقیر: چونچیں واحد مِنقارٌ۔ حِدَاٰء: چیلیں۔ واحد حِدَأۃٌ۔ نُسُورٌ: گدھ۔ واحد نَسْرٌ اَحْشَاء: پیٹ۔ واحد حشاء۔ مُتَقَوِّس: کماندار، ٹیڑھا۔ نَهْشٌ: نوچنا قَرْضٌ: کترنا۔ عَضٌّ: دانت سے کاٹنا۔ مَخالِب: پنجے۔ واحد مِخْلَب۔ وَثْبٌ: کودنا۔ باب ضرب سے۔ هَوَامّ: کیڑے کوڑے۔ واحد هَامَّۃٌ رُوَیْدًا: آہستہ آہستہ۔ قَفَزَاتٌ: اچھلا، کودا۔ اَفْلَتَ: رفو چکر ہوگیا، نکل جائے۔ مِظَلّات: چھتریاں۔ واحد مِظَلَّۃ۔ عُشّ: آشیانہ، گھونسلہ۔ ج اَعْشَاش، عشوش۔

شیرشاہ السوری سلطان الہند (۱)

(سلطان ہند شیرشاہ سوری)

شیرشاہ سوری بہترین بادشاہوں میں تھا، وہ انصاف ور، فیاض رحمدل اور پیش رو بہادر تھا، اس کا باپ ایک اوسط انسان تھا۔

شیرشاہ جونپور میں تعلیم حاصل کرتا تھا اور درسی کتابیں پڑھتا تھا اور برابر کوشش اور ترقی کرتا رہا یہاں تک کہ ملک حاصل کرلیا۔

اس نے اپنے رات اور دن کے اوقات تقسیم کر دیے تھے۔ ان میں نصف عبادت کے لئے اور نصف انصاف اور فیصلے کے لئے اور کچھ لشکر درست کرنے کے لئے لہٰذا وہ رات کے اخیر تہائی میں بیدار ہوجاتا تھا اور غسل کرتا تھا اور تہجد پڑھتا تھا اور چار گھنٹے تک وظائف میں مشغول رہتا تھا پھر مختلف محکموں کے حسابات دیکھتا تھا اور امیروں کو ان امور میں ہدایت دیتا تھا جو اس دن ان کے لئے اہم ہوتا تھا اور انھیں کام کے پروگرام کی رہنمائی کرتا تھا تاکہ اس کے بعد سوالوں سے اس کا وقت پراگندہ نہ کریں۔ پھر اٹھتا تھا اور فجر کی نماز کے لئے وضو کرتا تھا پھر مسبعات عشر وغیرہ اور اوراد پڑھتا تھا پھر اس کے پاس امیر حاضر ہوتے تھے اور اسے سلام کرتے تھے۔

پھر اٹھتا تھا اور نماز اشراق پڑھتا تھا پھر لوگوں سے ان کی ضروریات دریافت کرتا تھا اور انھیں جن جن چیز کی ضرورت ہو دیتا تھا۔ گھوڑے جاگیریں اور مال وغیرہ تاکہ اس سے اس کے سوا اوقات میں سوال نہ کریں پھر مظلوموں اور فریادیوں پر توجہ دیتا تھا اور ان کی مدد کی کوشش کرتا تھا۔

اور اس کی اشراق کے بعد کی عادتوں میں یہ بھی تھا کہ اس نے اپنے کو پابند بنالیا تھا کہ اس کے سامنے اس کے لشکر پیش کئے جائیں اور وہ انھیں اور ان کے ہتھیاروں کو دیکھے پھر اس کے سامنے اس کو پیش کیا جاتا تھا جو لشکر میں بھرتی ہونا چاہتا تھا اور وہ اس سے بات کرتا تھا اور اس کا ٹسٹ لیتا تھا پھر حکم دیتا تھا کہ اس کا نام لشکر میں لکھ لیا جائے، پھر اس کے سامنے وہ ٹیکس پیش کئے جاتے تھے جو روزانہ اس کے ملکوں سے آتے تھے پھر اس کے سامنے سردار اور رؤسا

اور ممالک کے سفیر اور نمائندے پیش ہوتے تھے اور ان سے بات کرتا تھا، پھر اس کے سامنے امیروں اور حاکموں کی درخواستیں پیش کی جاتی تھیں۔ اور وہ سنتا تھا اور ان کا جواب لکھواتا تھا پھر اٹھتا تھا اور کھانے جاتا تھا، اس کے دسترخوان پر علماء اور مشائخ کی ایک جماعت ہوتی تھی پھر تقریباً دو گھنٹہ خاص امور میں مشغول رہتا تھا اور ظہر کے وقت تک قیلولہ کرتا تھا، پھر اٹھتا تھا اور باجماعت نماز پڑھتا تھا اور قرآن حکیم کی تلاوت میں مشغول ہو جاتا تھا پھر حکومت کے اہم امور میں اور اس میں سے کچھ سفر میں یا قیام میں چھوڑتا نہیں تھا اور کہتا تھا کہ بڑا شخص وہ ہے جو اپنے اوقات اہم کاموں میں لگاتا ہے۔

اور وہ مہمات کیطرف توجہ دیتا تھا اور کاموں کو خود کرتا تھا اور کہتا تھا کہ صاحبِ کار کیلئے زیبا نہیں ہے کہ جو کام اسے پیش آئیں اس کو اپنے رتبے کو دیکھتے ہوئے حقیر سمجھے اور اسے اپنے آس پاس کے لوگوں پر ڈال دے کیونکہ وہ اس میں محنت نہیں کریں گے اور لمبا اوقات امید یا رشوت لینے کے لئے اس سے بے پرواہ ہو جائیں گے۔

وہ باغیوں، رہزنوں اور ظالموں کو سخت سزا دیتا تھا اور انھیں سخت سرزنش کرتا تھا اور اس کو ان پر رحم نہیں آتا تھا اگرچہ اس کے سسرال کے ہوں یا خاندان کے رشتہ دار ہوں۔

حلِّ لغات

باذلٌ۔ اسم فاعل: فیاض۔ مِقْدَامٌ: پیش رو، ثلث (تہائی ⅓) —
مسبّعات عشر: ایک وظیفہ جس میں قرآن کی دس آیتیں ہیں اور ہر ایک کو سات سات بار پڑھا جاتا ہے۔ عوائد: عادتیں۔ جبایات: ٹیکس۔ واحد جبایۃ —
مزاربۃ: تعلقہ دار، رئیس۔ ج مرزبان۔ عُمّال: حکام، گورنر —

یُمْلِی، لکھواتا ہے۔ یَقِیْلُ، قیلولہ کرتا ہے، دوپہر کے کھانے کے بعد آرام کرنا۔
قطاع السبیل، رہزن، ڈاکو۔ اَصْهَار، سسرال کے رشتہ دار۔ واحد صِہر: داماد، بہنوئی

شیر شاہ السوری سلطان الھند

(۲)

شیر شاہ سوری بادشاہ ہندوستان

اور اس کے کارناموں میں یہ ہے کہ اس نے ریاست بنگال کے اخیر حصے سنار گاؤں سے سرزمین سندھ کے دریائے نیلاب تک ایک بڑی سڑک کی بنیاد رکھی، جس کی لمبائی ڈیڑھ ہزار کروہ (کوس) ہے، اور کروہ اہل ہند کے عرف میں دو میل کا ہوتا ہے۔

اور ہر کوس پر ایک سرائے بنوائی اور اس میں مسلمانوں کے لئے خاص اور ہندوؤں کے لئے خاص کھانے کا انتظام کیا، اور ہر کوس پر اینٹ اور چونے سے ایک مسجد تعمیر کی اور ہر مسجد میں باتنخواہ مؤذن، قاری اور امام رکھا۔ اور ہر سرائے میں ڈاک کے لئے دو گھوڑا متعین کیا۔ چنانچہ اس کے پاس ریاست بنگال کے انتہائی حصے تک نیلاب کی خبریں روزانہ پہونچائی جاتی تھیں۔ اور جی۔ ٹی روڈ کے دونوں کنارے پھلدار درخت لگوائے جس سے مسافر سایہ حاصل کریں اور اس میں سے کھائیں۔

ایسے ہی آگرہ سے منڈو تک راستے پر پھلدار درخت لگوائے اور دونوں میں تین سو کوس کا فاصلہ ہے۔ اور سرائیں اور مسجدیں بنائیں اور اس کے زمانے میں اس حد تک امن و امان ہوا کہ کوئی بیابان میں کسی بڑھیا پر جو اپنا سامان لیجا رہی ہو ہاتھ نہیں بڑھا سکتا تھا۔

اور شیر شاہ افسوس کرتا تھا کہ اس نے اپنے بڑھاپے میں سلطنت پائی اور کہا کرتا تھا کہ اگر زمانہ نے میرا ساتھ دیا تو شاہِ روم کو خط لکھوں گا اور اس سے درخواست کروں گا کہ اپنے فوجیوں کے ساتھ ملکِ فارس پر حملہ کر دے اور ہم یہاں سے اس ملک پر حملہ کریں گے تاکہ شاہِ روم کی مدد سے ان بدمعاشوں کی شرارت

روک دیں جو حاجیوں کو لوٹتے ہیں اور ہم مکہ مبارکہ تک ایک پُر امن روڈ بنوائیں۔ لیکن موت نے اسے موقعہ نہیں دیا اور وہ اپنی ان آرزوؤں تک پہونچنے سے پہلے انتقال کرگیا۔ اور یہ واقعہ ۱۲ ربیع الاول ۹۵۲ھ میں ہوا۔

حَلّ لغات

رِبَاط: سرائے۔ هُنَالِكَ: وہاں۔ واحد هُنَالِكَ۔ مَبلَغٌ: حد، انتہا، رقم۔ سَلْطَنَةٌ: غلبہ، طاقت، اقتدار۔ أَوْبَاش: بدمعاش، کمینے۔ واحد وَبشٌ

أُمْنِيَّةٌ: آرزوئیں، تمنائیں۔

بی، ڈی، ایف فائل، منجانب ← ارشاد علی (نجیبی) بلرام پوری

9737828156 - 8874347577